پیغامِ انبیاء

اور

اصلاحِ اقوام

از

حضرت مولانا محمد عبد العلیم ندوی

ناشر

ڈاکٹر حافظ محمد عبد المغیث
ایم بی بی ایس

[illegible]

حیدر آباد سندھ

النصیر البصیر النظیر

واللہ غالب علی امرہ

رقمہ ذرہ بے مقدار محمد عبد العلیم ندوی غفی عنہ

روز دو شنبہ

سنہ ۱۴۰۴ ہجری

پیغامِ انبیاء

اور

اصلاحِ اقوام

از

حضرت مولانا محمد عبد العلیم ندوی

ناشر

ڈاکٹر حافظ محمد عبد المغیث
ایم بی بی ایس

زبیر ہاسپٹل بھٹی روڈ پھلیلی
حیدر آباد سندھ

عرض ناشر

حمد و ستائش اس ذات کے لئے جس نے اس کارخانہ عالم کو وجود بخشا اور درود اس کے آخری پیغمبر علیہ السلام پر جس نے دنیا میں حق کا بول بالا کیا یہ مقالہ حضرت والد محترم مرحوم و مغفور نے قومی سیرت کانفرنس کے لئے تحریر فرمایا تھا اور یہ مولانا محمد ایوب بندھانی صاحب کے پاس محفوظ تھا، موصوف نے ازراہ کرم اس ناچیز کو عنایت فرمایا اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

مجھے جب یہ مقالہ ملا دیکھ کر انتہائی خوشی و مسرت حاصل ہوئی، حق تعالیٰ شانہ کا یہ محض فضل و احسان ہے کہ اس نے اس کی اشاعت کی توفیق بخشی اس سے قبل ایک قلمی شاہکار "التعاطل" جسے والد محترم رحمہ اللہ نے عربی سے اردو میں ترجمہ کیا تھا مع عربی اردو شائع کرانے میں سعی بلیغ کی تھی حق تعالیٰ شانہ نے اسے قبولیت سے سرفراز فرمایا اور اسی طرح فضائل درود شریف کو قبولیت عام حاصل ہوئی، مزید اس مقالہ کی اشاعت بھی محض رضائے حق عزوجل کی خوشنودی و زاد آخرت کے لئے ہے۔

قارئین سے استدعا ہے کہ مقالہ نگار کے لیے مغفرت و مقامات عالیہ پر فائز ہونے کی اور ناشر کے لئے مزید توفیق دین متین کی دعا فرمائیں۔

حق تعالیٰ شانہ اس مقالہ کو بھی حسن قبول عطا فرمائیں۔ آمین۔

یارب العالمین بجاہ سیدالمرسلین و خاتم النبیین علیہ التحیتہ والتسلیم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

الداعی الی الخیر
ڈاکٹر حافظ محمد عبدالمغیث ایم بی بی ایس
زبیر ہاسپٹل بھٹی روڈ پھلیلی حیدر آباد سندھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ وَحدہٗ وَالصَّلوٰۃ وَالسَّلام علی من لا نبیّ
بعدہ وعلی اٰلہ واصحابہ ومن نحا نحوہ۔

اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ
میں جہاں تک ہو سکے سنوارنا چاہتا ہوں۔

آیت کی روشنی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے اصلاحِ معاشرہ کا طریقہ۔

انسان، اُنس سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں الفت و محبت، الفت و محبت ہم جنس سے ہوتی ہے، چنانچہ خداوند قدوس نے حضرت آدم علیہ السلام کی دل بستگی کے لئے حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا فرمایا جس سے یہ عالم ناسوت مزیّن و آراستہ ہے۔

انسان متضاد اجزاء سے ترتیب دیا گیا ہے، جس کے اجزاء ترکیبی باہم ایک دوسرے کے مخالف اور ضد ہیں۔

زندگی کیا ہے عناصر میں ظہورِ ترتیب
موت کیا ہے انہی اجزاء کا پریشاں ہونا

پانی، مٹی، آگ، ہوا، جس طرح انسان کے اجزاءِ ذاتی باہم متضاد اور مخالف ہیں، اسی طرح اس کے اجزاءِ صفاتی بھی ایک دوسرے کی ضد ہیں مثلاً انسان میں دوستی و دستگیری، الفت و محبت، سخاوت و شجاعت شفقت و رافت، رحم و کرم، ایثار و قربانی، عفو و درگذر، صبر و قناعت

وغیرہ ہیں اسی طرح اس میں دشمنی وعداوت، ظلم وستم، قہر وجبر واضطرار وغیرہ ہیں۔

گو اہل عقل ودانش نے دو متضاد چیزوں کا جمع ہونا محال وناممکن بتلایا ہے، لیکن مشاہدات بالکل اس کے برعکس ہیں۔

صانعِ حقیقی چونکہ خود متضاد اجزاء کا حامل ہے، اس لئے اس نے اپنے نائب وخلیفہ کو بھی اپنی صفات کا مظہر بنایا ہے، ان صفات ہی کے ظاہر کرنے کے لئے اس نے کائناتِ عالَم کو وجود بخشا۔

حضرت آدم علیہ السّلام سے ان صفات کا ظہور شروع ہوا۔ جوں جوں انسانی زندگی بڑھتی اور ترقی کرتی گئی اسی قدر صفاتِ متضادہ کا ظہور وجود پذیر ہوتا گیا

صانع حقیقی نے کائناتِ عالَم کو بھی اجزاءِ متضادہ سے متصف کیا ہے اور وہ ان میں سے ہر ایک صفت کا اپنے وقت پر ظہور چاہتا ہے، اگر یہ اجزاء متضادہ اپنے اپنے وقت پر ظہور پذیر ہوں تو عالَم ناسوت میں چین وسکون، راحت وآرام ہوگا، ورنہ اضطراب واضطرار، بے چینی وپریشانی، بربادی وتباہی کا دور دورہ ہوگا۔

عالم کائنات کے مکینوں کے لئے ہر قسم کے عیش وعشرت، راحت وآرام کے اسباب مہیا کئے، نیکیوں میں سب سے زیادہ عزّت وشرف کا تاج انسانِ ضعیف البنیان کو پہنایا، جس کی حقیقت متعدد جگہ اس طرح بیان فرمائی:

خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ	ہم نے انسان کو گلی سڑی بجنے والی مٹی سے بنایا۔
خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ	ہم نے انسان کو منی کے قطرہ سے بنایا

حقیقتِ انسانی بیان کرنے کے بعد فرمایا

خَلَقْنَا لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	ہم نے آسمان وزمیں کی ہر چیز تمہارے ہی واسطے بنائی ہے۔

مگر کائنات کے ہر ذرہ سے اسی وقت حقیقی معنی میں فائدہ اٹھا سکتے ہو، جب ہماری بتلائی ہوئی راہ اختیار کرو۔ اس راہ کو مبہم نہیں چھوڑا بلکہ اس راہ پر چلنے اور گامزن ہونے والے پیدا کئے، تاکہ کسی کو عذرِ لنگ نہ ہو کہ یہ راہ بہت مشکل و کٹھن تھی اس لئے اس پر چلنا محال و دشوار تھا۔

اس راستہ کی وضاحت حضرت آدم علیہ السلام کی آفرینش سے شروع کردی گئی، چنانچہ انسانی زندگی اپنے ارتقائی منازل طے کرنے لگی اسی اثناء میں حضرت آدم علیہ السلام کے صاحبزادوں میں ایک بات پر جھگڑا ہوا، حضرت آدم علیہ السلام نے فرمانِ خداوندی کے مطابق فیصلہ کردیا، مگر جس صاحبزادہ کی خواہش و آرزو کے خلاف ہوا، اس نے اپنے اس بھائی کو جس کے حق میں فیصلہ ہوا تھا قتل کردیا۔

واقعہ یہ تھا کہ ہابیل کے نکاح میں جو عورت آنے والی تھی وہ حسین و جمیل تھی اور جس سے قابیل کا نکاح ہونا تھا وہ خوبصورت و حسین نہیں تھی اس بات پر قابیل نے کہا میں تو اس سے ہی نکاح کروں گا، ان کے قاعدہ کے مطابق اس سے نکاح ہو نہیں سکتا تھا، حضرت آدم علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ دونوں بارگاہِ ایزدی میں اپنی اپنی نذر پیش کریں جس کی نذر بارگاہِ خداوندی میں قبول ہوجائے وہ اس سے نکاح کرلے۔ چنانچہ ہر ایک نے نذر پیش کی، پروردگارِ عالم نے ہابیل کی نذر قبول کی جو قاعدہ کے مطابق تھی، اس پر قابیل جس کی نذر رد کردی گئی وہ برہم ہوا اور اس نے ہابیل کے قتل کا ارادہ کرلیا اور کہا لَاَقْتُلَنَّکَ "میں تجھے قتل کروں گا" ہابیل نے کہا میرا اس میں کیا قصور ہے "اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ" "اللہ متقین کی نذر قبول کرتا ہے" مگر اس نے اس کی مدافعت نہیں کی یہ کہتے ہوئے

لَئِنْ بَسَطْتَّ اِلَیَّ یَدَکَ
لِتَقْتُلَنِیْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ

اگر تو نے مجھے قتل کرنے کے لئے دست
درازی تو میں اپنا ہاتھ تم پر نہیں اٹھاؤں گا

إِلَيْكَ إِنِّيْ أَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ إِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ تَبُوْٓءَ بِإِثْمِيْ وَإِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ أَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۝

میں خدا سے ڈرتا ہوں، میں چاہتا ہوں میرے اور اپنے گناہوں کا بوجھ اٹھا کر تم جہنمی بنو اور ظلم کرنے والوں کی یہی سزا ہے۔

چونکہ یہ قتل خواہشِ نفسانی کے تحت ہوا اور اس کو باری تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں یوں بیان فرمایا:

فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ أَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

چنانچہ قابیل کی خواہشِ نفس نے اپنے بھائی ہابیل کے قتل پر ابھارا اور اس کو قتل کر دیا اور ہمیشہ کے لئے خسارہ میں پڑ گیا۔

اسی لئے ہادی امم فخرِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی کو ناحق قتل کیا اس کا گناہ جتنا قاتل کو ملے گا اتنا ہی قابیل صاحبزادۂ آدم علیہ السلام کو ملے گا کیونکہ دنیا میں سب سے پہلے اسی نے اس کی ابتدا کر کے بنیاد ڈالی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَه اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا، وَمَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً فله وزرها ووزر من عمل بها۔

جس شخص نے اچھا طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ایجاد کیا اس کو اس کا اجر ملے گا اور جو اس پر عمل کریگا اس کا بھی اس کو اجر و ثواب ملے گا اور جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے خلاف کوئی راہ نکالی اس کی اس کو سزا ملے گی اور جو اس پر عمل کرے گا اس کی سزا بھی اس کو ملے گی۔

انسانی زندگی اسی طرح اپنے ارتقائی منازل طے کرتی رہی، قوموں کے

رسم و رواج، رہن سہن کے طور طریقے، باہمی روابط کے اصول، معاشرتی نظام کے قواعد، چین و سکون، الفت و محبت، رأفت و رحمت کے دستور ہر قوم و ملت میں بتلانے اور عملاً سمجھانے کے لئے خداوند عالم ایک طبقہ بھیجتا رہا، جس نے خالق و مخلوق کے آداب کی تعلیم دی ہر ایک کے مقام و مرتبہ کو پہچنوایا۔ وہ قواعد و ضوابط جس سے انسانی زندگی تباہ و برباد ہو ان کی وضاحت کی اور ان کے اسباب بتلائے، جس زندگی سے انسان کو آرام و آسائش ملے اس کو کھول کھول کر بیان کیا، اس کے وجوہات و اسباب کی نشان دہی کی۔

یہ سلسلہ جب تک خالقِ حقیقی نے چاہا چلتا رہا، انسانی زندگی اعتدال کی راہ اختیار کرتی رہی، لیکن پھر انسانی زندگی میں ایسا بگاڑ آیا کہ نظامِ حیات درہم برہم ہو گیا، انسان وہ طرز زندگی جس سے باہم الفت و محبت ہو، راحت و آرام ہو چھوڑ کر اس زندگی پہ آ گیا جس میں جور و ظلم، نفرت و عداوت، خود غرضی و خودسری ہے، عابد و معبود، خالق و مخلوق کے تمام روابط و تعلقات کو خیرباد کہہ دیا، ان صفاتِ حمیدہ کو جن کو اختیار کر کے یہ نیابت و خلافتِ خداوندی کا مستحق ٹھیرا تھا انہیں چھوڑ کر دور سے دور تک ہوتا چلا گیا تو اس کی درستی و اصلاح کے لئے مصلحین و پیغمبروں کا سلسلہ شروع کیا گیا۔

ہادی و رہبر، مصلح و پیغمبر میں وہ باتیں جن کی طرف وہ قوم و ملت کے افراد کو بلاتا اور دعوت دیتا ہے، کامل طور پہ پائی جائیں اور ان باتوں سے پورے طور پر گریزاں ہو جن سے لوگوں کو منع کرتا اور روکتا ہے، تاکہ لوگ اس کو دیکھ کر اپنی زندگی کا رُخ بدلیں، معاشرہ سے بُرائیاں مٹیں اور اچھائیوں کا رواج ہو

صانع فطرت نے رہنما و رہبر کی صفات یہ بیان فرمائی ہیں:

مکمل صدق و وفا، سراپا اخلاص، مجسم درد، منکسر المزاج، متواضع، صابر و قانع، نہایت نرم خو، خوش خلق، طاہر و پاکیزہ، بشیر و نذیر، مزکّی و معلّم، عبادت گذار، اطاعت شعار، سادگی کا سراپا، محسن کامل۔ ارشادِ باری ہے:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا (۴۱ ۔ سورہ مریم)	اور اس کتاب میں ابراہیم کا ذکر کیجئے وہ بڑے راستی والے اور پیغمبر تھے
وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰٓى اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۔ (۵۱ ۔ سورہ مریم)	اور اس کتاب میں موسیٰ کا بھی ذکر کیجئے وہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے خاص کئے ہوئے (بندہ) تھے اور وہ رسول بھی تھے نبی بھی تھے۔
وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا (۵۴ ۔ سورہ مریم)	اور اس کتاب میں اسماعیل کا بھی ذکر کیجئے بلاشبہ وہ وعدے کے بڑے سچے تھے اور وہ رسول بھی تھے نبی بھی تھے
وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (۳۶ ۔ سورہ مریم)	اور آپ ان لوگوں کو حسرت کے دن سے ڈرائیے جبکہ جنت و دوزخ کا اخیر فیصلہ کردیا جائے گا اور وہ لوگ آج دنیا میں غفلت میں ہیں اور وہ لوگ ایمان نہیں لاتے ۔
وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ (الفرقان ۔ ۵۶)	اور ہم نے آپ کو صرف اس لئے بھیجا ہے کہ (مومنوں کو جنت کی) خوشخبری سنائیں اور (کافروں کو دوزخ سے) ڈرائیں ۔
قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝ (مزمل ۔ آیت ۱ تا ۴)	رات کو (نماز میں) کھڑے رہا کرو مگر تھوڑی سی رات یعنی نصف رات (کہ اس میں قیام نہ کرو بلکہ آرام کرو) یا اس نصف سے کسی قدر کم کردو یا نصف سے کچھ بڑھادو اور قرآن کو خوب صاف صاف پڑھو (کہ ایک ایک حرف الگ الگ ہو)
يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ	اے کپڑے میں لپٹنے والے اٹھو (اپنی جگہ

فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۔ (المدثر آیت ۱ تا ۵)	سے اٹھو یا تیار ہو جاؤ) پھر (کافروں کو) ڈراؤ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو اور بتوں سے الگ رہو (جس طرح کہ اب تک الگ ہو)
فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ (آل عمران - ۱۵۹)	اس کے بعد خدا ہی کی رحمت کے سبب آپ ان کے ساتھ نرم رہے اور اگر آپ تند خو سخت طبیعت ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے سب منتشر ہو جاتے ۔
لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (آل عمران - ۱۶۴)	حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا جبکہ ان میں انہی کی جنس سے ایک ایسے پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان لوگوں کی صفائی کرتے رہتے ہیں اور ان لوگوں کو کتاب اور سمجھ کی باتیں بتاتے رہتے ہیں ۔
لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○ (الشعراء - ۳)	شاید آپ ان کے ایمان نہ لانے پر (رنج کرتے کرتے) اپنی جان دیدیں گے ۔
وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُؤْمِنِيْنَ (العنکبوت - ۱۸)	اور اگر تم لوگ مجھ کو جھوٹا سمجھو تو (میرا کچھ نقصان نہیں کیونکہ) تم سے پہلے بھی بہت سی امتیں (اپنے پیغمبروں کو) جھوٹا سمجھ چکی ہیں اور (ان کا بھی کچھ نقصان نہیں ہوا وجہ اس کی یہ ہے کہ) پیغمبر کے ذمہ تو صرف (بات کا) صاف طور پر پہنچا دینا ہے
وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ	اور آپ سے پہلے جو پیغمبر ہو گذرے ہیں ان کے ساتھ بھی (کفار کی طرف سے) تمسخر کیا گیا تھا تو جن

سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَا كَانُوْا بِهٖ	لوگوں نے ان سے تمسخر کیا تھا ان پر وہ (عذاب)
يَسْتَهْزِءُوْنَ (الانبیاء - آیت ۴۱)	واقع ہوگیا جس کے ساتھ وہ استہزاء کرتے تھے

قوموں کے امراض ایک ہی جیسے ہوتے ہیں، اس لئے ہر مصلح و رہبر کو ایک ہی جیسے حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جب وہ ان کی دُکھتی رگ چھیڑتا ہے، وہی جواب دیتے ہیں جو اس کے پیشرو کو دے چکے تھے، اور وہی کرتے ہیں جو پہلے کے ساتھ ہو چکا ہوتا ہے۔

قرآن پاک نے قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم شعیب، قوم لوط، قوم فرعون و دیگر اقوام کے امراض اور ان کی اصلاح کرنے میں جو کچھ انہوں نے مصلحین کے ساتھ کیا اس کو اور اس کی پاداش کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانی اقدار کی اصلاح باہمی روابط کی درستی خالق و مخلوق عابد و معبود کے مراتب اور حقوق کو پہچنوانے کے لئے سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کو باقاعدہ ضابطہ دیکر بھیجا۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ	ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف
فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ	بھیجا تو انہوں نے فرمایا اے میری قوم تم صرف
مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اِنِّيْٓ اَخَافُ	اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود
عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ	ہونے کے قابل نہیں مجھ کو تمہارے حق میں
(الاعراف - ۵۹)	ایک بڑے (سخت) دن کے عذاب کا اندیشہ ہے

ہادی و مصلح بچپن کا جوانی کا زمانہ ان کے ساتھ گزارتا ہے اور وہ اس کی زندگی کے ہر پہلو سے واقف و باخبر ہوتے ہیں۔ حضرت نوح نے ساڑھے نو سو سال ان کی اصلاح کی کوشش کی۔

ارشادِ خداوندی ہے :

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ	اور ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی
فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا	طرف پیغمبر بنا کر بھیجا تو وہ ان میں پچاس سال کم
خَمْسِيْنَ عَامًا (العنکبوت آیت ۱۴)	ایک ہزار برس رہے۔

لیکن لوگوں نے اپنی اصلاح و درستی کی کوشش نہ کی، بلکہ اور اپنے اندر بگاڑ پیدا کیا، خیر خواہ و ہمدرد کا استہزاء کیا، مذاق اڑایا، جس قدر ممکن ہو سکا تکلیفیں پہنچائیں، ایذائیں دیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مکالمہ کے انداز میں یوں بیان فرمایا ہے :

فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ۝

(سورۃ المؤمنون ۔ ۲۴)

پس (نوح علیہ السلام کی یہ بات سنکر) ان کی قوم میں جو کافر رئیس تھے (عوام سے) کہنے لگے کہ یہ شخص بجز اس کے کہ (تمہاری طرح کا ایک معمولی آدمی ہے اور کچھ نہیں (اس دعویٰ سے) اس کا مطلب یہ ہے کہ تم سے برتر ہو کر رہے اور اللہ کو (رسول بھیجنا) منظور ہوتا تو فرشتوں کو بھیجتا۔ ہم نے یہ بات اپنے پہلے بڑوں میں نہیں سنی۔

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْٓ اِلَّا فِرَارًا ۝ وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝ ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝ ثُمَّ اِنِّيْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا

(سورہ نوح ۔)

(جب مدتِ دراز تک ان نصیحتوں کا قوم پر اثر نہ ہوا تو) نوحؑ نے (حق تعالیٰ سے) دعا کی کہ اے میرے پروردگار میں نے اپنی قوم کو رات و دن (دین حق کی طرف) بلایا تو میرے بلانے پر (دین سے) اور زیادہ بھاگتے رہے اور (وہ بھاگنا یہ ہوا کہ) میں نے جب کبھی ان کو (دینِ حق کی طرف) بلایا تاکہ (ایمان کے سبب) آپ ان کو بخشدیں تو ان لوگوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیں (تاکہ حق بات کو سنیں بھی نہیں) اور انتہائی ناگواری سے اپنے کپڑے اپنے اوپر لپیٹ لئے اور اصرار کیا اور میری اطاعت سے انتہا درجہ تکبر کیا۔ پھر بھی میں نے

ان کو بآوازِ بلند بلایا پھر ان کو بطور خاص علانیہ اور خفیہ (ہر طرح) سمجھایا۔

قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ
عَصَوْنِیْ وَاتَّبَعُوْا
مَنْ لَّمْ یَزِدْهُ مَالُهٗ وَ
وَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا ۝ وَمَكَرُوْا
مَكْرًا كُبَّارًا ۝ وَقَالُوْا
لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا
تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۟
وَّلَا یَغُوْثَ وَیَعُوْقَ وَ
نَسْرًا ۝ وَقَدْ اَضَلُّوْا
كَثِیْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ
اِلَّا ضَلٰلًا ۝

نوح - آیت ۲۱ تا ۲۴

(اور یہ سب حکایت عرض کر کے) نوح (علیہ السلام) نے (یہ) کہا کہ اے میرے پروردگار ان لوگوں نے میرا کہنا نہیں مانا اور ایسے لوگوں کی پیروی کی کہ جن کے مال واولاد نے ان کو نقصان ہی زیادہ پہنچایا اور انہوں نے جن کا اتباع کیا وہ ایسے ہیں کہ جنہوں نے حق کو مٹانے میں بڑی بڑی تدبیریں کیں اور جنہوں نے اپنی پیروی کرنے والوں سے کہا کہ تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور خاص طور پر ودّ کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور یعوق کو اور نسر کو چھوڑنا اور ان (رئیس) لوگوں نے بہت سوں کو (بہکا بہکا کر) گمراہ کیا اور (اب آپ) ان ظالموں کی گمراہی اور بڑھا دیجئے۔

اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ
اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَیْكُمْ
مَّقَامِیْ وَتَذْكِیْرِیْ
بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ
تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْۤا
اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ
ثُمَّ لَا یَكُنْ اَمْرُكُمْ
عَلَیْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْۤا

جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم اگر تم کو میرا رہنا (یعنی وعظ کہنے کی حالت میں) اور احکام خداوندی کی نصیحت کرنا ناگوار معلوم ہوتا ہے تو میرا تو خدا ہی پر بھروسہ ہے لہٰذا تم (میرے نقصان پہنچانے سے متعلق) اپنی تدبیر جو کر سکو مع اپنے شرکاء (بتوں) کے پختہ کر لو پھر تمہاری (وہ) تدبیر تمہاری گھٹن (اور تنگ دلی) کا باعث نہیں

اِلَیَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ○ (یونس - آیت ۷۱)	نہیں ہونا چاہئے پھر میرے ساتھ (جو کچھ کرنا ہے) کرگزرو اور مجھ کو بالکل مہلت نہ دو۔

جب سرکشی حد سے تجاوز کرگئی، حضرت نوح علیہ السلام قوم کی ایذاء و تکالیف سے عاجز آگئے، ظلم و ستم سے قوتِ برداشت نے جواب دیدیا تو بارگاہِ ایزدی میں اس طرح استدعا کی :

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا کَذَّبُوْنِ ○ (المومنون - ۲۶)	نوح (علیہ السلام) نے عرض کیا اے میرے رب میرا بدلہ لے اس لئے کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا ہے۔
فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ○ (القمر - ۱۰)	تو نوح نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں درماندہ ہوں تو آپ ان سے انتقام لے لیجئے۔
وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ دَیَّارًا ○ اِنَّکَ اِنْ تَذَرْھُمْ یُضِلُّوْا عِبَادَکَ وَلَا یَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا کَفَّارًا ○ (نوح - ۲۶-۲۷)	اور نوح (علیہ السلام) نے یہ بھی کہا کہ اے میرے پروردگار کافروں میں سے زمین پہ ایک باشندہ بھی مت چھوڑ (کیونکہ) اگر آپ ان کو روئے زمین پر رہنے دیں گے تو آپ کے بندوں کو گمراہ کریں گے اور (آگے بھی) ان کے محض فاجر اور کافر ہی اولاد پیدا ہوگی۔

ہمیشہ خواہشِ نفسانی اس کے خلاف کرنے اور کہنے والوں سے نبرد آزما رہی ہے جو کچھ وہ کرسکتی ہے اس میں اس نے کسر نہیں اٹھا رکھی، مصلحین و مبلّغین نے اپنی اپنی بستی اور قوموں میں حتی المقدور انسانی معاشرہ کے سنوارنے کی سعی و کوشش کی مگر جب مایوس و نا امید ہوگئے تو درگاہِ ایزدی میں ان کے بدل ڈالنے اور ختم کرنے کی درخواست کی۔ قرآن کے بیان سے معلوم ہوتا ہے، سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کیا :

وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ○
اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا

خداوند عالم نے حضرت علیہ السلام کو منکرین کی تباہی اور مومنین کی نجات کی خوشخبری دی اور ترکیب بھی بتلائی، ارشاد ہے:

وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ
يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا
مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ
بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ○
وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا
وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي
الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِنَّهُمْ
مُّغْرَقُوْنَ ○
(ھود۔ آیت ۳۶ و ۳۷)

اور نوح (علیہ السلام) کے پاس وحی بھیجی گئی کہ سوائے ان کے جو (اس وقت تک) ایمان لا چکے ہیں اور کوئی (نیا شخص) تمہاری قوم میں سے ایمان نہ لائے گا تو جو کچھ یہ لوگ (کفر و ایذاء و استہزاء) کر رہے ہیں اس پر کچھ غم نہ کرو اور تم ہماری نگرانی اور ہمارے حکم سے کشتی تیار کر لو اور مجھ سے کافروں کے بارے میں کچھ گفتگو مت کرنا وہ سب غرق کئے جائیں گے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے حسبِ ارشادِ خداوندی جہاز بنانا شروع کیا، جب وہ ان کے پاس سے گزرتے ان کا مذاق اڑاتے، ان پر ہنستے، مومنین کہتے اس وقت تم ہنس رہے ہو ایک وقت ہوگا ہم تم پر ہنسیں گے جس طرح تم ہم پر ہنس رہے ہو۔ قرآن ان الفاظ میں اس کو بیان کرتا ہے:

وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا
مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ
سَخِرُوْا مِنْهُ ؕ قَالَ اِنْ
تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ
مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْا مِنَّا ○
فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاْتِيْهِ

اور وہ کشتی تیار کرنے لگے اور جب کبھی ان کے کسی اپنے گروہ کا ان پر گذر ہوتا تو ان سے ہنسی کرتے، آپ فرماتے کہ اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم تم پر ہنستے ہیں جیسا تم ہم پر ہنستے ہو۔ تو ابھی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ وہ کون شخص ہے جس پر ایسا عذاب آیا چاہتا

عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ (هود۔ آیت ۳۸۔ ۳۹)	ہے جو اس کو رسوا کر دے گا اور اس پر دائمی عذاب نازل ہوگا۔

جب سرکشی و نافرمانی نقطۂ عروج پر پہنچ گئی تو نافرمانوں کی تباہی و بربادی کا وقت آگیا تو حکم خداوندی ہوا، ارشاد ہے:

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ (هود۔ آیت ۴۰)	یہاں تک کہ جب ہمارا حکم عذاب کا قریب آپہنچا اور تنور (یعنی زمین میں سے پانی) ابلنا شروع ہوا۔ اھ
فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝ (القمر۔ آیت ۱۱۔ ۱۲)	پس ہم نے کثرت سے برسنے والے پانی سے آسمان کے دروازے کھول دیئے اور زمین سے چشمے جاری کر دیئے پھر (آسمان اور زمین کا) اس کام کے (پورا ہونے) لئے مل گیا جو علم الٰہی میں تجویز ہو چکا تھا۔ اھ

مطیع و فرمانبرداروں کی حفاظت کے لئے فرمایا:

قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ قف	ہم نے نوح (علیہ السلام) سے فرمایا کہ ہر ایک (قسم) میں سے (ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ یعنی) ایک جوڑا یعنی دو عدد اس پر چڑھا لو اور اپنے گھر والوں کو بھی با استثناء اس کے جس پر حکم نافذ ہو چکا ہے، اور دوسرے ایمان والوں کو بھی (سوار کر لو) اور بجز قلیل آدمیوں کے ان کے ساتھ (یعنی ان پر) کوئی ایمان نہ لایا تھا اور (نوحؑ نے) فرمایا کہ اس کشتی میں سوار ہو جاؤ اس کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ ہی کے

وَنَادٰی نُوْحُ ۣابْنَهٗ
وَكَانَ فِیْ مَعْزِلٍ
یّٰبُنَیَّ ارْكَبْ مَّعَنَا
وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِیْنَ
قَالَ سَاٰوِیْۤ اِلٰی جَبَلٍ
یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ
قَالَ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ
مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ
رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَیْنَهُمَا
الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ
الْمُغْرَقِیْنَ ۝ وَقِیْلَ
یٰۤاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ وَ
یٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ وَغِیْضَ الْمَآءُ
وَقُضِیَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَی
الْجُوْدِیِّ وَقِیْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ
قِیْلَ یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا
وَبَرَكٰتٍ عَلَیْكَ وَعَلٰۤی اُمَمٍ
مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَاُمَمٌ
سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ یَمَسُّهُمْ مِّنَّا
عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝

(ھود - آیت ۴۸)

نام سے ہے، بالیقین میرا رب غفور (ہے) رحیم ہے اور وہ کشتی ان کو لے کر پہاڑ جیسی موجوں میں چلنے لگی اور نوحؑ نے اپنے (ایک سگے یا سوتیلے) بیٹے کو پکارا اور وہ علیحدہ مقام پر تھا کہ اے میرے (پیارے) بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ مت ہو۔ وہ کہنے لگا کہ میں بھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لوں گا جو مجھ کو پانی سے بچا لے گا۔ (نوحؑ نے) فرمایا کہ آج اللہ کے حکم (یعنی قہر سے) کوئی بچانے والا نہیں لیکن جس پر وہی رحم کرے اور دونوں کے بیچ میں ایک موج حائل ہو گئی چنانچہ وہ بھی دوسرے کافروں کی طرح غرق ہو گیا۔ اور حکم ہو گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان تھم جا اور پانی گھٹ گیا اور قصّہ ختم ہوا اور وہ (کشتی) جودی پر آ ٹھہری اور کہہ دیا گیا کہ کافر لوگ رحمت سے دور۔

کہا گیا کہ اے نوحؑ اترو ہماری طرف سے سلام اور برکتیں لیکر جو تم پر نازل ہوں گی اور ان جماعتوں پر جو کہ تمہارے ساتھ ہیں اور بہت سی ایسی جماعتیں بھی ہوں گی کہ ان کو ہم چند روزہ عیش دیں گے پھر ان پر ہماری طرف سے سخت سزا واقع ہوگی۔ اھ

معاشرتی زندگی کی اصلاح و درستی کے لئے قومِ عاد کی طرف حضرت ہود علیہ السلام کو بھیجا، ارشاد ہے:

---

[1] ھود آیت ۴۰ تا ۴۴

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُوْدًا
قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ
مَا لَكُمْ مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرُهٗ
أَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○

اور ہم نے عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا، انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود ہونے کے قابل نہیں تو کیا تم ڈرتے نہیں۔

(الاعراف، آیت ٦٥)

قوم نے حضرت ہود علیہ السلام کو بیوقوف بتلایا، جھوٹا کہا، آباء واجداد کے طرزِ زندگی کو چھوڑنے سے انکار کیا، نصیحت ماننے سے منہ موڑا اور کہنے لگے یہ پرانی باتیں ہیں، ہمارا کچھ نقصان نہیں ہوگا۔ قرآن اس کو اس انداز سے بیان کرتا ہے:

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ
قَوْمِهٖ إِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّإِنَّا
لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○

ان کی قوم میں جو آبرو دار کافر تھے انہوں نے کہا کہ ہم تم کو کم عقلی میں دیکھتے ہیں اور ہم بلاشک تم کو جھوٹے لوگوں میں سے سمجھتے ہیں۔

(الاعراف - آیت ٦٦)

قَالُوْا أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ
وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ
يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا۔

وہ کہنے لگے کہ کیا آپ ہمارے پاس اس واسطے آئے ہیں کہ ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کیا کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے ہم ان کو چھوڑ دیں؟

(الاعراف، آیت ٧٠)

قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ أَوَعَظْتَ
أَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ○
إِنْ هٰذَآ إِلَّا خُلُقُ الْأَوَّلِيْنَ ○
وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ○

وہ لوگ بولے کہ ہمارے نزدیک تو دونوں باتیں برابر ہیں خواہ تم نصیحت کرو اور خواہ تم ناصح نہ بنو یہ تو بس اگلے لوگوں کی ایک (معمولی) عادت (اور رسم ہے) اور (تم جو ہم کو عذاب سے ڈراتے ہو تو) ہم کو ہرگز عذاب نہ ہوگا۔

(الشعراء، آیت ١٣٦ تا ١٣٨)

اسی طرح قوم ثمود کی درستی و اصلاح کے واسطے حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا، انہوں نے بھی حسبِ معمول وحدانیت کی دعوت دی۔ ارشاد ہے:

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۔

اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو بھیجا انہوں نے فرمایا اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔

قوم نے جواب دیا:

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝

(الاعراف، آیت ۷۵)

ان کی قوم میں جو متکبّر تھے انہوں نے غریب لوگوں سے جو کہ ان میں سے ایمان لائے تھے پوچھا کہ کیا تم کو اس بات کا یقین ہے کہ صالح اپنے رب کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں، انہوں نے کہا کہ بیشک ہم تو اس پر پورا یقین رکھتے ہیں جو ان کو دے کر بھیجا گیا ہے۔

اور کہنے لگے:

قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝

(ھود، آیت ٦٢)

وہ لوگ کہنے لگے کہ اے صالحؑ تم اس سے قبل ہم میں ہونہار تھے، کیا تم ہم کو اُن چیزوں کی عبادت سے منع کرتے ہو جن کی عبادت ہمارے بڑے کرتے آئے ہیں اور جس (دین) کی طرف تم ہم کو بلا رہے ہو واقعی ہم تو اس کی طرف سے بڑے شبہ میں ہیں جس نے ہم کو تردّد میں ڈال رکھا ہے۔

اسی طرح حضرت لوط علیہ السّلام کو ان کی قوم کی برائی دور کرنے کے لئے مبعوث فرمایا۔ ارشاد ہے:

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا

اور ہم نے لوط (علیہ السلام) کو بھیجا جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کیا تم ایسا فحش کام

سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ٥ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ٥ (الاعراف آیت ٨١)	کرتے ہو جبکہ تم سے پہلے کسی نے دنیا جہاں والوں میں سے نہیں کیا (یعنی) تم مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم حد (انسانیت) ہی سے گذر گئے ہو۔

قوم نے جواب میں کہا :

وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ٥ (الاعراف ۔ آیت ٨٢)	اور ان کی قوم سے کوئی جواب بجز اس کے نہ بن پڑا کہ آپس میں کہنے لگے کہ ان لوگوں کو تم اپنی بستی سے نکال دو، یہ لوگ بڑے پاک صاف بنتے ہیں ۔
قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ٥ (الشعراء آیت ١٦٧)	وہ لوگ کہنے لگے کہ اے لوط اگر تم (ہمارے کہنے سے) باز نہیں آؤ گے تو ضرور (بستی سے) نکال دیئے جاؤ گے ۔

حضرت شعیب علیہ السلام اہل مدین کی اصلاح کے لئے بھیجے گئے جن میں کم ناپ تول اور نماز سے غفلت جیسی برائیاں تھیں، انہوں نے بھی قوم کو اس کی طرف بلایا اور معاشرتی برائیوں سے ہٹنے کی تلقین کی جس کو باری تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا:

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ قَدْ جَاۗءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاۗءَهُمْ	اور ہم نے مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو بھیجا انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم! تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے واضح دلیل آچکی ہے تو تم ناپ اور تول پوری کیا کرو اور لوگوں کا ان چیزوں میں نقصان نہ کیا کرو

وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا
ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ۝

(الاعراف، آیت ۸۵)

اور روئے زمین میں اس کی درستگی کے بعد فساد مت پھیلاؤ یہ تمہارے لئے فائدہ مند ہے اگر تم تصدیق کرو۔

وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ
وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ
وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۠
وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الْمُفْسِدِيْنَ ۝ (ایضاً - ۸۶)

اور تم سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو اور اللہ کی راہ سے روکو اور اس میں کجی کی تلاش میں لگے رہو اور اس حالت کو یاد کرو جبکہ تم کم تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو زیادہ کر دیا اور دیکھو کہ فساد کرنیوالوں کا انجام کیسا ہوا۔

قوم کے رؤسا نے جواب میں کہا

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ
قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ
لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ؕ
قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِيْنَ ۝

(ایضاً - ۸۸)

ان کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا کہ اے شعیب ہم آپ کو اور جو آپ کے ہمراہ ایمان والے ہیں ان کو اپنی بستی سے نکال دیں گے یا (یہ ہو کہ) تم ہمارے مذہب میں پھر آجاؤ۔ (شعیبؑ نے) جواب دیا کہ کیا ہم تمہارے مذہب میں آجائیں گے گو ہم اس کو (بدلیل بصیرت) مکروہ ہی سمجھتے ہوں۔

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُنَا
اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا اَوْ اَنْ
نَّفْعَلَ فِیْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا
اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ۝

(ھود- آیت ۸۷)

وہ لوگ کہنے لگے کہ اے شعیب کیا تمہارا تقدس تم کو تعلیم کر رہا ہے کہ ہم ان چیزوں کو چھوڑ دیں جن کی پرستش ہمارے بڑے کرتے آئے ہیں یا (اس بات کو چھوڑ دیں کہ) ہم اپنے مال میں جو چاہیں تصرف کریں واقعی آپ ہیں بڑے عقلمند، دین پر چلنے والے

حضرت شعیبؑ نے جواب میں فرمایا :

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَاَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَمَاۤ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَاۤ اَنْهٰكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِيْقِيْۤ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝

(ھود - آیت ۸۸)

(شعیبؑ نے) فرمایا کہ اے میری قوم بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی جانب سے دلیل پر ہوں اور اس نے مجھ کو اپنی طرف سے ایک عمدہ دولت (یعنی نبوت) دی ہو (تو پھر کیسے تبلیغ نہ کروں) اور میں یہ نہیں چاہتا کہ تمہارے برخلاف ان کاموں کو کروں جن سے تم کو منع کرتا ہوں میں تو جہاں تک میرے امکان میں ہے اصلاح چاہتا ہوں اور مجھ کو جو کچھ توفیق ہو جاتی ہے صرف اللہ ہی کی مدد سے ہے اسی پر میں بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں ۔

وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْۤ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَاۤ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ

(ھود - آیت ۸۹)

اور اے میری قوم میری ضد تمہارے لئے اس کا باعث نہ ہو جائے کہ تم پر بھی اسی طرح کی مصیبتیں آپڑیں جیسی قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح پر پڑی تھیں اور قوم لوط تو (ابھی) تم سے بہت دور (زمانہ میں) نہیں ہوئی ۔

وَاتَّقُوا الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ (الشعراء - آیت ۱۸۴)

اور اس (خدائے قادر) سے ڈرو جس نے تم کو اور تمام اگلی مخلوقات کو پیدا کیا ۔

قوم نے کہا :

قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ۝ وَمَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا

وہ لوگ کہنے لگے کہ بس تم پر تو کسی نے بڑا بھاری جادو کر دیا ہے اور تم تو محض ہماری

وَ اِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

طرح (کے) ایک (معمولی) آدمی ہو اور ہم تو تم کو جھوٹے لوگوں میں سے خیال کرتے ہیں لہٰذا اگر تم سچوں میں سے ہو تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو۔

(الشعراء آیت ١٨٥ تا ١٨٧)

حضرت الیاس علیہ السلام کو ان کی قوم کی اصلاح و درستی کے لئے بھیجا ارشاد ہے:

اِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّ تَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ۝ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَ رَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝

(الصّٰفّٰت آیت ٢٧)

الیاس (علیہ السلام) بھی (بنی اسرائیل کے) پیغمبروں میں سے تھے جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے، کیا تم بعل کو پوجتے اور اس کو چھوڑے بیٹھے ہو جو سب سے بڑھ کر بنانے والا ہے (اور وہ) معبود برحق ہے تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا بھی رب ہے۔ تو ان لوگوں نے ان کو جھٹلایا سو وہ لوگ پکڑے جائیں گے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کی قوم کی ہدایت کے واسطے بھیجا، ارشاد ہے:

وَ اِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اتَّقُوْهُ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

اور ہم نے ابراھیم (علیہ السلام) کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے (جو کہ بت پرست تھے) فرمایا کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو۔

اللّٰہِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا
اِنَّ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَمْلِكُوْنَ
لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ
اللّٰہِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْہُ وَاشْكُرُوْا
لَہٗ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَاِنْ
تُكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ
اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ
وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ
الْمُبِیْنُ ۝

(عنکبوت

تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر محض بتوں کو پوج رہے ہو اور (اس کے متعلق) جھوٹی باتیں تراشتے ہو تم خدا کو چھوڑ کر جن کو پوج رہے ہو وہ تم کو کچھ بھی رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے سو تم رزق خدا کے پاس سے تلاش کرو اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر کرو اور تم کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے اور اگر تم لوگ مجھ کو جھوٹا سمجھو تو (میرا کچھ نقصان نہیں کیونکہ) تم سے پہلے بھی بہت سی امتیں (اپنے پیغمبروں کو) جھوٹا سمجھ چکی ہیں اور (ان کا بھی کچھ نقصان نہیں ہوا، وجہ اس کی یہ ہے کہ) پیغمبر کے ذمہ تو صرف (بات کا) صاف طور پہنچا دینا ہے۔

وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِبْرٰهِیْمَ
اِنَّهٗ كَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا ۝
اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ لِمَ
تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا
یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْكَ
شَیْــًٔا ۝ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْۤ اَخَافُ
اَنْ یَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ
الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّیْطٰنِ
وَلِیًّا ۝

(سورہ مریم آیت ۴۳ تا ۴۵

اور اس کتاب میں ابراہیم کا (قصہ) ذکر کیجئے وہ بڑے راستی والے اور پیغمبر تھے، جب کہ انہوں نے اپنے باپ سے (جو کہ مشرک تھا) کہا کہ اے میرے باپ تم ایسی چیز کی کیوں عبادت کرتے ہو جو نہ کچھ سنے نہ کچھ دیکھے اور نہ تمہارے کچھ کام آسکے، اے میرے باپ میں اندیشہ کرتا ہوں کہ تم پر رحمٰن کی طرف سے کوئی عذاب (نہ) آپڑے پھر تم (عذاب میں) شیطان کے ساتھی ہو جاؤ۔

باپ نے سُنکر کہا

یٰٓاِبْرٰهِیْمُ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا ۝

(سورہ مریم آیت ۴۶)

اے ابراھیم اگر تم باز نہ آئے تو میں ضرور تم کو پتھروں سے مار کر سنگسار کر دوں گا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مجھ سے برکنار رہو

قوم نے جواب میں کہا :

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ط

(العنکبوت - آیت ۲۴)

چنانچہ (ابراھیم کی اس تقریرِ دلپذیر کے بعد) ان کی قوم کا (آخری) جواب بس یہ تھا کہ (آپس میں) کہنے لگے ان کو یا تو قتل کر ڈالو یا ان کو جلا دو (چنانچہ جلانے کا سامان کیا) تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس آگ سے بچا لیا۔

حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کو بنی اسرائیل کی اصلاح اور فرعون کے عذاب سے چھٹکارا دلانے کے لئے فرعون کی طرف بھیجا۔ ارشاد ہے :

اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَكَّرُ اَوْ یَخْشٰى

(طٰہٰ - آیت)

تم دونوں (موسیٰؑ وہارونؑ) فرعون کے پاس جاؤ وہ بہت (حد سے) نکل چکا ہے پھر اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا شاید وہ (برغبت) نصیحت قبول کر لے یا عذابِ الٰہی سے ڈر جائے ۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰیٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ (الاعراف آیت ۱۰۳)

پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰؑ کو دلائل دے کر فرعون اور اس کے امراء کے پاس بھیجا تو ان لوگوں نے ان کا حق بالکل ادا نہ کیا۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰیٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا

پھر ان (مذکورین) پیغمبروں کے بعد ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) اور ہارون (علیہ السلام) کو فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس

وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ٥

(یونس آیت ۷۵)

اپنے معجزات (عصا و ید بیضاء) دیکر بھیجا تو انہوں نے (دعوے کے ساتھ ہی ان کی تصدیق کرنے سے) تکبر کیا اور وہ لوگ جرائم کے خوگر تھے

قوم فرعون نے جواب دیا :

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ٥ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ٥

الاعراف آیت ۱۰۹ و ۱۱۰)

قوم فرعون میں جو سردار لوگ تھے انہوں نے کہا کہ واقعی یہ شخص بڑا ماہر جادوگر ہے (ضرور) یہ چاہتا ہے کہ تم کو تمہاری (اس) سرزمین سے باہر کر دے تو تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو۔

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ٥

(یونس آیت ۷۸)

وہ لوگ کہنے لگے کہ کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم کو اس طریقہ سے ہٹا دو جس پر ہم نے اپنے بزرگوں کو دیکھا ہے اور (اس لئے آئے ہو کہ) تم دونوں کو دنیا میں ریاست (اور سرداری) مل جائے اور (تم خوب سمجھ لو) ہم تم دونوں کو کبھی نہ مانیں گے ۔

وَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ٥

(المؤمنون آیت ۴۷)

چنانچہ وہ (باہم) کہنے لگے کہ کیا ہم ایسے دو شخصوں پر جو ہماری طرح کے آدمی ہیں ایمان لے آئیں حالانکہ ان کی (قوم کے لوگ (تو خود) ہمارے زیر حکم ہیں ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا :

وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ

اور موسیٰ نے (دعا میں) عرض کیا کہ اے ہمارے رب (ہم کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ) آپ نے

زِیْنَةً وَّ اَمْوَالًا فِی الْحَیٰوةِ
الدُّنْیَا ۙ رَبَّنَا لِیُضِلُّوْا
عَنْ سَبِیْلِكَ ۚ رَبَّنَا
اطْمِسْ عَلٰۤی اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰی
قُلُوْبِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْا
حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ
الْاَلِیْمَ ۝

(سورۂ یونس آیت ۸۸)

فرعون کو اور اس کے سرداروں کو سامانِ تجمّل اور طرح طرح کے مال دنیوی زندگی میں دیئے ہیں اے ہمارے رب اسی واسطے دیئے ہیں کہ وہ آپ کی راہ سے (لوگوں کو) گمراہ کریں۔ اے ہمارے رب ان کے مالوں کو نیست و نابود کر دیجئے اور ان کے دلوں کو (زیادہ) سخت کر دیجئے (جس سے ہلاکت کے مستحق ہو جائیں) سو یہ ایمان نہ لانے پائیں یہاں تک کہ عذابِ الیم (کے مستحق ہو کر اس) کو دیکھ لیں۔

خدا نے شرفِ اجابت بخشا:

قَالَ قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا
فَاسْتَقِیْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ
سَبِیْلَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝

(سورۂ یونس آیت ۸۹)

(حق تعالیٰ نے) فرمایا کہ تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی ہے لہٰذا تم (اپنے منصبی کام یعنی تبلیغ پر) مستقیم رہو اور ان لوگوں کی راہ نہ چلنا جن کو علم نہیں۔

غرض ہر ایک ہادی و مصلح، رہبر و رہنما نے اپنی قوم و ملّت کی اصلاح کی کوشش کی، امراض کے دُور کرنے کی سعی کی، مگر جواب سب کا ایک ہی سا رہا، پھر ہر ایک کو اس کے جرم و گناہ کے مطابق سزا ملی، جو اس کے موافق تھی

قوم نوح و قوم فرعون کو پانی میں غرق کیا گیا، قوم ثمود و قوم شعیب کو ہولناک چیخ و چنگھاڑ، ہیبت ناک کڑک و گرج اور تیز و تند ہوا سے تباہ کیا گیا، قوم لوط کی بستی کو اوپر اٹھا کر پھینکا گیا اور پتھروں کی بارش و آندھی سے ہلاک و برباد کیا گیا اور کچھ کو صفحۂ ہستی ہی سے مٹا دیا گیا

ہادیِ امم، فخرِ دو عالم، رحمتِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی خاص قوم یا طبقہ یا ملک کے لئے مبعوث نہیں کئے گئے، بلکہ قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے

رہبر و رہنما، ہادی و مصلح اور معلّم بنا کر بھیجے گئے۔ آپ کا ارشاد ہے: اِنِّی بُعِثْتُ مُعَلِّمًا میں تو بھیجا ہی معلم بنا کر گیا ہوں۔ اور قرآن پاک نے اس انداز سے بیان کیا ہے ویعلمہ الکتاب والحکمۃ۔ وہ قرآن و حکمت و دانائی کی تعلیم دیتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول و فعل و کردار، اخلاق و عادات اور تعلیمات نے معاشرہ کو بالکل بدل کر رکھدیا

ـ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چالیس سال زندگی کے مکہ والوں کے ساتھ گذارے، جو انسانی زندگی کا بہترین زمانہ شمار کیا جاتا ہے، لیکن کسی ایک شخص نے آپؐ کے اخلاق و معاملات پر کسی بھی قسم کی نکتہ چینی نہیں کی بلکہ سب ہی بیک زبان مدح سرائی میں رطب اللسان رہے، آپؐ کی تعریف و توصیف کے گن گاتے رہے اور صادق و امین کے لقب سے یاد کرتے رہے،

جب آپؐ کو ختم نبوت کا تاج پہنایا گیا اور سارے جہاں کی اصلاح کی ذمہ داری آپؐ پر ڈالی گئی، تو یکایک کایا پلٹ گئی "دوست دشمن بن گیا، اپنا پرایا ہوگیا"، مگر آپؐ نے اپنے مشن کو جاری رکھا، ہر آنے والے وقت کا صبر و استقلال سے مقابلہ کیا، آخر فتح و کامرانی نے آپؐ کے قدم چوم لئے۔

فطرتِ انسانی ہے کہ انسان اپنا مقام و مرتبہ، حیثیت وقار، منصب و اقتدار جاہ و حشم آسانی سے نہیں چھوڑتا۔ حضرت نوح علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام تک قوموں کا یہی حال رہا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فرضِ نبوت ادا کرنا چاہا تو سخت مشکلیں درپیش تھیں۔ اگر آپؐ کا فرض اسی قدر ہوتا کہ مسیح علیہ السلام کی طرح صرف تبلیغ و دعوت پر اکتفا فرمائیں، یا حضرت کلیمؑ کی طرح اپنی قوم کو لیکر مصر سے نکل جائیں۔ تو مشکل نہ تھی، لیکن خاتم انبیاء کا کام خود سلامت رہ کر عرب اور نہ صرف عرب بلکہ تمام عالم کو فروغِ اسلام سے منوّر کر دینا تھا، اس لئے نہایت تدبیر اور تدریج سے کام لینا پڑا، سب سے پہلا مرحلہ یہ تھا کہ یہ پُرخطر راز پہلے کس کے سامنے پیش کیا جائے،

اس غرض کے لئے صرف وہ لوگ انتخاب کئے جاسکتے تھے جو فیض یابِ صحبت رہ چکے تھے ، جن کو آپ کے اخلاق وعادات کی ایک ایک حرکات وسکنات کا تجربہ ہوچکا تھا ، جو پہلے تجربوں کی بنا پر آپ کے صدق دعوی کا قطعی فیصلہ کرسکتے تھے ، یہ لوگ حضرت خدیجہؓ جو آپؐ کی حرمِ محترم تھیں ، حضرت علیؓ تھے جو آغوشِ تربیت میں پلے تھے ، زیدؓ تھے جو آپؐ کے آزاد کردہ غلام اور بندۂ خاص تھے ، حضرت ابوبکرؓ تھے ، جو برسوں سے فیضیابِ صحبت تھے ، سب سے پہلے آپؐ نے حضرت خدیجہؓ کو یہ پیغام دیا وہ سننے سے پہلے مومن تھیں ، پھر اور بزرگوں کی باری آئی اور سب ہمہ تن اعتقاد تھے ۔

حضرت ابوبکرؓ دولت مند ، ماہرِ انساب ، صاحب الرائے اور فیاض تھے ، حضرت عثمان ، حضرت زبیر ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ، حضرت سعد بن وقاص ، حضرت طلحہ ان ہی کی ترغیب اور ہدایت سے اسلام لائے ان کی وجہ سے یہ چرچا چپکے چپکے ، اور لوگوں میں بھی پھیلا اور مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا ۔

ان سابقین اولین میں عمارؓ ، خبابؓ بن الارت ، ارقمؓ ، سعیدؓ بن زید ، عبداللہ بن مسعودؓ ، عثمانؓ بن مظعون ، عبیدہؓ بن جراح ، صہیب رومیؓ ، بلال حبشیؓ زیادہ ممتاز ہیں ۔

یہ لوگ قریش کے مناصب اعظم میں سے کوئی منصب نہیں رکھتے تھے ، بلکہ اکثر ایسے تھے مثلاً عمارؓ ، خبابؓ ، ابوفکیہہؓ ، صہیبؓ وغیرہ جن کو دولت وجاہ کے دربار میں جگہ بھی نہیں مل سکتی تھی ۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو لیکر حرم میں جاتے تو روسائے قریش ہنس کر کہتے :

اَھٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِنْ بَیْنِنَا یہی وہ لوگ ہیں جن پہ خدا نے ہم لوگوں کو چھوڑ کر احسان کیا ہے ۔

قانونِ قدرت یہی رہا ہے کہ قوموں کا عروج نادار وناتواں ، کمزور ومجبور ، مفلس وبیکس اور غرباء سے شروع ہوتا ہے اور زوال با اثر و دولتمندوں سے ہوتا ہے ۔

کفار کے نزدیک ان کا افلاس ان کی تحقیر و تذلیل کا سبب تھا، لیکن یہی چیز تھی جس کی وجہ سے ایمان کی دولت سب سے پہلے ان ہی کے ہاتھ آسکتی تھی، دولت و مال ان کے دلوں کو سیاہ نہیں کر سکتا تھا، فخر و غرور ان کو انقیادِ حق سے روک نہیں سکتا تھا، ان کو یہ ڈر نہ تھا کہ اگر بت پرستی چھوڑ دیں گے تو کعبہ کا کوئی عظیم منصب ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ غرض ان کے دل ہر قسم کے زنگ سے پاک تھے، اور حق کی شعاعیں ان پر دفعۃً پر تو افگن ہو سکتی تھیں۔ یہی سبب ہے، کہ انبیاء کے ابتدائی پیرو ہمیشہ نادار اور مفلس لوگ ہوتے ہیں۔ عیسائیت کے ارکان اولین ماہی گیر تھے، حضرت نوح کے مقربینِ خاص کی نسبت کفار کو علی الاعلان یہ کہنا پڑا:

وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ	اور ہم تو بظاہر یہ دیکھتے ہیں کہ تیری پیروی
هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ	ان ہی لوگوں نے کی ہے جو رذیل ہیں اور ہم
وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ	تو تم میں کوئی برتری نہیں پاتے بلکہ ہمارا
فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ۝	تو یہ خیال ہے کہ تم سب جھوٹے ہو۔

(   )

قریش کی سخت خونخواریاں، جور و ظلم کے شدائد، دولت و مال کی انتہائی ترغیبیں کوئی چیز ان کو متزلزل نہ کر سکی اور آخر انہی کمزور ہاتھوں نے قیصر و کسریٰ کا تخت الٹ دیا۔

تین برس تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت راز داری کے ساتھ فرض تبلیغ ادا کیا، لیکن اب آفتابِ رسالت بلند ہو چکا تھا، صاف حکم آیا:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ ۝	تجھے جو حکم دیا گیا ہے واشگاف کہدے۔
وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝	اور اپنے نزدیک کے خاندان والوں کو خدا سے ڈرا۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہِ صفا پر چڑھ کر قریش کو جمع

کر کے ایمان کی دعوت دی لیکن سب ناراض ہو کر چلے گئے ۔

چند روز بعد آپ نے کھانے پر بلایا، تمام خاندان عبدالمطلب جمع ہوا۔ آپ نے فرمایا: میں وہ چیز لے کر آیا ہوں جو دین و دنیا دونوں کو کفیل ہے اس بارِ گراں کے اٹھانے میں کون میرا ساتھ دے گا، تمام مجلس پر سناٹا تھا، صرف حضرت علی نے اٹھ کر کہا، گو مجھ کو آشوبِ چشم ہے، گو میری ٹانگیں پتلی ہیں اور گو میں سب سے نوعمر ہوں تاہم میں آپ کا ساتھ دوں گا، اور ابولہب نے کہا: تَبًّا لَكَ يَا مُحَمَّدُ أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا ؟

مکہ کی جو عزت تھی کعبہ کی وجہ سے تھی، قریش کا خاندان جو تمام عرب پر مذہبی حکومت رکھتا تھا اور جس کی وجہ سے وہ ہمسائیگانِ خدا بلکہ آل اللہ یعنی خاندانِ الٰہی کہلاتے تھے، اس کی صرف یہ وجہ تھی کہ وہ کعبہ کے مجاور اور کلید بردار تھے، اس تعلق سے قریش کا کاروبار زیادہ پھیلتا گیا، یہاں تک کہ متعدد محکمے اور بڑے بڑے مناصب قائم کئے گئے ۔

آغازِ اسلام میں جو لوگ قریش کے رؤسائے اعظم تھے اور جن کی عظمت و اقتدار کا اثر تمام مکہ پر تھا ان کے یہ نام ہیں :

ابوسفیان، ابولہب	قریش کا سپہ سالار
ابوجہل	سردارِ قبیلہ
ولید بن مغیرہ	قریش کا رئیسِ اعظم تھا
عاص بن وائل سہمی	نہایت دولتمند، کثیر الاولاد اور صاحبِ اثر تھا
عتبہ بن ربیعہ	نہایت شریف الطبع اور صاحبِ ریاست تھا۔

ان کے علاوہ دیگر لوگ بھی تھے ۔

غیر تربیت اور تند خو قوموں کا خاصہ ہے کہ کوئی تحریک جو ان کے آبائی رسم و رواج اور عقائد کے خلاف ہو ان کو سخت برہم کر دیتی ہے، اس کے ساتھ ان کی مخالفت، محض زبانی مخالفت نہیں ہوتی، اور ان کی تشنگی انتقام کو خون کے سوا

کوئی چیز بجھا نہیں سکتی ۔

عرب ایک مدت سے بت پرستی میں مبتلا تھے ، خلیل بت شکن کی یادگار ، کعبہ میں تین سو ساٹھ معبودوں سے مزین تھی ۔

اسلام کا اصل فرض اس طلسم کو دفعۃً برباد کر دینا تھا ، لیکن اس کے ساتھ قریش کی عظمت و اقتدار اور عالمگیر اثر کا بھی خاتمہ تھا ، اس لئے قریش نے شدت سے مخالفت کی اور ان میں جن لوگوں کو جس قدر زیادہ نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا ، اسی قدر مخالفت میں زیادہ سرگرم تھے ،

قریش میں سخت بداخلاقیاں پھیلی ہوئی تھیں ، بڑے بڑے اربابِ اقتدار نہایت ذلیل حرکتوں اور بداخلاقیوں کے مرتکب تھے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف بُت پرستی کی برائیاں بیان فرماتے تھے دوسری طرف ان بداخلاقیوں پر سخت دار و گیر کرتے تھے ، جس سے ان کی عظمت و اقتدار کی شاہنشاہی متزلزل ہوتی جاتی تھی ۔

قرآن مجید میں پیہم علانیہ ان بدکاروں کی شان میں آیتیں نازل ہوئی تھیں ، گو طریقہ بیان عام ہوتا تھا ، لیکن لوگ جانتے تھے روئے سخن کس طرف ہے ۔

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ
هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيمٍ
مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ
اَثِيمٍ عُتُلٍّ بَعْدَ
ذٰلِكَ زَنِيمٍ اَنْ
كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ٥
( )

اور اس شخص کے کہنے میں نہ آنا جو بات بات میں قسم کھاتا ہے ، آبرو باختہ ہے طاعن ہے ، چغلیاں لگاتا ہے ، لوگوں کو اچھے کاموں سے روکتا ہے ، حد سے بڑھ گیا ہے ، بد ہے ، تُندخو ہے اور ان سب باتوں کے ساتھ جھوٹا نسب بناتا ہے ، اس لئے کہ وہ مالدار اور لڑکوں والا ہے ۔

کَلَّا لَئِنْ لَّمْ یَنْتَہِ
لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِیَۃِ نَاصِیَۃٍ
کَاذِبَۃٍ خَاطِئَۃٍ۔

وہ سن رکھے کہ اگر وہ باز نہ آیا تو ہم
اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے
جو کہ جھوٹا اور خطاکار ہے۔

( )

لیکن مخالفت کی جو سب سے بڑی وجہ تھی اور جس کا اثر تمام قریش بلکہ تمام عرب پر یکساں تھا، یہ تھا کہ جو معبود سیکڑوں برس سے عرب کے حاجت روائے عام تھے اور جن کے آگے وہ ہر روز پیشانی رگڑتے تھے اسلام ان کا نام و نشان مٹاتا تھا، اور ان کی شان میں کہتا تھا:

اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ تم اور جن چیزوں کو تم پوجتے ہو سب
حَصَبُ جَہَنَّمَ۔ ( ) دوزخ کے ایندھن ہوں گے۔

غرض جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان دعوت اور بت پرستی کی علانیہ مذمت شروع کی تو قریش کے چند معززوں نے ابوطالب سے آکر شکایت کی ابوطالب نے نرمی سے سمجھا کر رخصت کر دیا، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ادائے فرض سے باز نہ آسکتے تھے اس لئے یہ سفارت دوبارہ ابوطالب کے پاس آئی، اس میں تمام رؤسائے قریش عتبہ بن ربیعہ، شیبہ، ابوسفیان، عاص بن ہشام، ابوجہل، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل وغیرہ شریک تھے، ان لوگوں نے ابوطالب سے کہا تمہارا بھتیجا ہمارے معبودوں کی توہین کرتا ہے ہمارے آباؤ اجداد کو گمراہ کہتا ہے، ہم کو احمق ٹھہراتا ہے، اس لئے یا تو تم بیچ میں سے ہٹ جاؤ، یا تم بھی میدان میں آؤ۔

ابوطالب نے آنحضرتؐ سے کہا: جانِ عم میرے اوپر اتنا بار نہ ڈال کہ میں اٹھا نہ سکوں، آپؐ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا: خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے میں چاند لا کر دے دیں تب بھی اپنے فرض سے باز نہ آؤں گا، خدا یا تو اس کام کو پورا کرے گا یا میں خود اس پر نثار

ہو جاؤں گا۔ ابوطالب نے یہ سن کر کہا: "جا کوئی تیرا بال بیکا نہیں کر سکتا"۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدستور دعوتِ اسلام میں مصروف رہے۔ قریش اگرچہ اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ نہ کر سکے، لیکن طرح طرح کی اذیتیں دیتے تھے، راہ میں کانٹے بچھاتے تھے، نماز پڑھتے میں جسم مبارک پر نجاست ڈال دیتے تھے، بدزبانیاں کرتے تھے، ایک دفعہ آپؐ حرم میں نماز پڑھ رہے تھے عقبہ بن معیط نے آپؐ کے گلے میں چادر لپیٹ کر اس زور سے کھینچی کہ آپ گھٹنوں کے بل گر پڑے۔

قریش متحیر تھے کہ آپ یہ سب سختیاں کیوں جھیلتے ہیں، انسانی دماغ ایسی سخت نفس کشی اور جانبازی کا مقصد جاہ و دولت اور نام و نمود کی خواہش کے سوا اور کیا خیال کر سکتا ہے۔ قریش نے بھی یہی خیال کر کے عتبہ بن ربیعہ کو آپؐ کے پاس بھیجا اور کہا محمدؐ! کیا چاہتے ہو؟ کیا مکہ کی ریاست؟ کیا کسی بڑے گھرانے میں شادی؟ کیا دولت کا ذخیرہ؟ ہم یہ سب کچھ مہیا کر سکتے ہیں اور اس پر راضی ہیں کہ کُل مکہ تمہارا زیرِ فرمان ہو جائے، لیکن ان باتوں سے باز آجاؤ۔ لیکن ان سب ترغیبات کے جواب میں آپؐ نے قرآن مجید کی یہ چند آیتیں تلاوت فرمائیں

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ	اے محمد کہدے میں تم ہی جیسا آدمی ہوں مجھ پر وحی آتی ہے کہ تمہارا خدا بس ایک خدا ہے، پس سیدھے اس کی طرف جاؤ اور اسی سے معافی مانگو۔
قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ( )	کہدے کہ کیا تم لوگ خدا کا انکار کرتے ہو جس نے دو دن میں یہ زمین پیدا کی اور تم ان کو خدا کے شریک قرار دیتے ہو۔ وہی سارے جہان کا پروردگار ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخالفین جس بے رحمی سے پیش آتے

تھے بیگانوں سے بھی دیکھا نہیں جاتا تھا، ایک دن ابوجہل نے رو در رو آپؐ کے ساتھ نہایت گستاخیاں کیں، ایک کنیز دیکھ رہی تھی، حضرت حمزہ شکار سے آئے تو اس نے تمام ماجرا کہا، حضرت حمزہ غصّہ سے بیتاب ہو گئے، تیر و کمان ہاتھ میں لئے حرم میں آئے اور ابوجہل کے سر پر کمان مار کر کہا "میں مسلمان ہو گیا ہوں"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو آپ پر ایمان لاتا وہ بھی مصائب سے دوچار ہوتا، اور جس قدر کمزور ہوتا اسی قدر اس پر مظالم ڈھائے جاتے۔

اسلام جب آہستہ آہستہ پھیلنا شروع ہوا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابرِ صحابہ کو ان کے قبیلوں نے اپنے حصارِ حفاظت میں لے لیا تو قریش کا طیش و غضب ہر طرف سے سمٹ کر ان غریبوں پر ٹوٹا جن کا کوئی یار و مددگار نہ تھا، ان میں کچھ غلام اور کنیزیں تھیں، کچھ غریب الوطن تھے، جو دو ایک پشت سے مکہ میں آ رہے تھے اور کچھ کمزور قبیلوں کے آدمی تھے جو کسی قسم کی عظمت واقتدار نہیں رکھتے تھے، قریش نے ان کو اس طرح ستانا شروع کیا کہ جور وستم کی تاریخ میں اس کی مثال پیدا کرنا قریش کی یکتائی کی تحقیر ہے

ان میں خباب بن الارت، بلال، عمار، یاسر، سمیہ عمار کی والدہ، صہیب، ابوفکیہہ، لبینہ، زنیرہ، نہدیہ، ام عبیس رضی اللہ عنہم ہیں ۔

حضرت ابوبکرؓ نے بلال، عامر بن فہیرہ، لبینہ، نہدیہ، ام عبیس سب کو بھاری داموں پر خرید کر آزاد کر دیا۔

قریش کے ظلم وتعدی کا بادل جب پیہم برس کر نہ کھلا، اور ہر چھوٹا بڑا اس کی زد سے نہ بچ سکا تو رحمتِ عالم نے جاں نثارانِ اسلام کو ھدایت کی کہ حبش کو ہجرت کر جائیں۔

جاں نثارانِ اسلام ہر قسم کی تکلیف جھیل سکتے تھے، اور ان کا پیمانۂ صبر لبریز نہیں ہو سکتا تھا لیکن مکہ میں رہ کر فرائض اسلام کا آزادی سے

بجا لانا ممکن نہ تھا۔

اس کے علاوہ ہجرت سے ایک بڑا فائدہ یہ بھی تھا کہ جو شخص اسلام لیکر جہاں جاتا وہاں اسلام کی شعاعیں خود بخود پھیلتی تھیں،

چنانچہ اول اول گیارہ مرد اور چار عورتوں نے ہجرت کی، کفارِ مکہ نے بادشاہِ حبش کو بیش بہا تحفے پیش کئے، مسلمانوں پر مختلف الزام تراشیاں کیں، یہاں تک کہا کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں۔ غرض ان کے واپس لانے کے لیے انتہائی کوشش کی لیکن ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

قریش دیکھتے تھے کہ اس روک ٹوک پر بھی اسلام کا دائرہ پھیلتا جا رہا ہے عمر و حمزہ جیسے لوگ ایمان لا چکے ہیں، بادشاہ نجاشی نے مسلمانوں کو پناہ دیدی ہے، سفراء بے نیلِ مرام واپس لوٹ آئے، مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اس لئے اب یہ تدبیر سوچی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خاندان کو محصور کر کے تباہ کر دیا جائے۔

چنانچہ تمام قبائل نے ایک معاہدہ مرتب کیا کہ کوئی شخص نہ خاندانِ بنی ہاشم سے قرابت کرے گا، نہ ان کے ہاتھ خرید و فروخت کرے گا نہ ان سے ملے گا، نہ ان کے پاس کھانے پینے کا سامان جائے گا، جب تک وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کے لئے حوالہ نہ کر دیں۔ یہ معاہدہ منصور بن عکرمہ نے لکھا اور کعبہ پر آویزاں کر دیا۔

ابو طالب مجبور ہو کر تمام خاندانِ بنی ھاشم کے ساتھ شعب ابی طالب میں پناہ گزیں ہو گئے۔ تین سال تک بنو ہاشم نے اس حصار میں بسر کئے، یہ انتہائی سختی کا زمانہ تھا، شعب ابی طالب سے نکلنے کے چند ہی دن بعد جاں نثار رفیقۂ حیات خدیجہؓ داغِ مفارقت دے گئیں، کچھ ہی عرصہ بعد ابو طالب بھی سدھار گئے، اب آپ کے ستانے کے لئے قریش کو کوئی رکاوٹ نہ تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا، جب حج کا زمانہ آتا اور عرب کے

قبائل ہر طرف سے آآ کر مکہ کے آس پاس اترتے تو آپ ایک ایک قبیلہ کے پاس جاتے اور تبلیغِ اسلام فرماتے، عرب میں مختلف مقامات پر میلے لگتے تھے، جن میں دور دور کے قبائل آتے تھے، آپ ان میلوں میں جاتے اور اسلام کی تبلیغ فرماتے۔

ان میلوں میں عکاظ جو اہلِ عرب کا قومی اور علمی دنگل تھا، اور مجنہ اور ذو المجاز خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

قبائلِ عرب میں سے بنو عامر، محارب، فزارہ، غسان، مرہ، حنیفہ، سلیم، عبس، بنو نضر، کندہ، کلب، حارث بن کعب، حذرہ، حضارمہ مشہور قبائل ہیں ان میں سب قبائل کے پاس آپ تشریف لے گئے، لیکن ابولہب ہر جگہ ساتھ ساتھ جاتا اور جب آپ کسی مجمع میں تقریر کرتے تو برابر سے کہتا کہ "یہ دین سے پھر گیا ہے اور جھوٹ کہتا ہے"

تاہم آفتابِ حق کی کرنیں ان کثیف بادلوں میں سے چھن چھن کر سطحِ قلب پر گرتی تھیں اور اطراف و اکناف کو روشن کرتی جاتی تھیں اسلام کو صرف اشتہار اور اعلان کی ضرورت تھی، اور یہ کام خود اعدائے اسلام نے انجام دیا۔ طفیل بن عمر دوسی جو عرب کا مشہور شاعر تھا، عمرو بن عنبسہ اسلمی، ضماد بن ثعلبہ ازدشنوئہ کے رئیس اور ان کے قبائل اسی طرح مشرف بہ اسلام ہوئے۔

؁۱۰ نبوی میں عقبہ کے پاس جہاں اب مسجد العقبہ ہے، قبیلہ خزرج کے چند اشخاص آپ کو نظر آئے آپ نے ان سے نام و نسب پوچھا، انہوں نے کہا "خزرج" آپ نے دعوتِ اسلام دی اور قرآن مجید کی آیتیں سنائیں، ان لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا دیکھو یہود ہم سے اس اولیت میں بازی نہ لیجائیں، یہ کہکر سب نے ایک ساتھ اسلام قبول کرلیا یہ چھ شخص تھے۔

ابو الہیثم بن تیہان، اسعد بن زرارہ، عوف بن حارث، رافع بن مالک بن عجلان، قطبہ بن عامر، جابر بن عبد اللہ۔

دوسرے سال بارہ شخص مدینہ منورہ سے آئے اور بیعت کی اس کے ساتھ

اس بات کی بھی خواہش کی کہ احکام اسلام کے سکھانے کے لئے کوئی معلم ان کے ساتھ کر دیا جائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب بن عمیر رضؓ کو اس خدمت پر مامور فرمایا، وہ مدینہ میں آکر اسعد بن زرارہ کے مکان پر ٹھیرے۔ یہ مدینہ کے نہایت معزز رئیس تھے، روزانہ معمول تھا کہ انصار کے ایک ایک گھر کا دورہ کرتے، لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے اور قرآن مجید پڑھ کر سُناتے روزانہ ایک دو نئے آدمی اسلام قبول کرتے، رفتہ رفتہ مدینہ سے قبا تک گھر گھر اسلام پھیل گیا۔

قبیلۂ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ تھے، ان کا اسلام لانا تمام قبیلہ اوس کا اسلام قبول کر لینا تھا۔

اگلے سال ۷۲ اشخاص حج کے زمانہ میں آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی، اس موقع پر حضرت عباس جو اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، انہوں نے انصار سے خطاب کر کے کہا گروہِ خزرج! محمدؐ اپنے خاندان میں معزز اور محترم ہیں، دشمنوں کے مقابلہ میں ہم ہمیشہ ان کے لئے سینہ سپر رہے، اب وہ تمہارے پاس جانا چاہتے ہیں، اگر مرتے دم تک ان کا ساتھ دے سکو تو بہتر ورنہ ابھی سے جواب دیدو۔

براء نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خطاب کر کے کہا: "ہم لوگ تلواروں کی گود میں پلے ہیں" وہ اسی قدر کہنے پائے تھے کہ ابو الہیثم نے بات کاٹ کر کہا: "یا رسول اللہ ہم سے اور یہود سے تعلّقات ہیں، بیعت کے بعد یہ تعلقات ٹوٹ جائیں گے، ایسا نہ ہو کہ جب آپ کو قوت اور اقتدار حاصل ہو جائے تو آپ ہم کو چھوڑ کر اپنے وطن چلے جائیں آپ نے مسکرا کر فرمایا: "نہیں، تمہارا خون میرا خون ہے، تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں۔"

آپ نے اس گروہ میں سے بارہ شخص نقیب انتخاب کئے جو رئیس القبائل

تھے۔ ان کے نام یہ ہیں : اسید بن حضیر، ابوالہیثم بن تہان، سعد بن خیثمہ
اسعد بن زرارہ، سعد بن الربیع، عبداللہ بن رواحہ، سعد بن عبادہ، منذر بن عمرو،
براء بن معرور، عبداللہ بن عمرو، عبادہ بن الصامت، رافع بن مالک،

جب مدینہ میں اسلام کو پناہ حاصل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اجازت دی کہ مکہ سے ہجرت کر جائیں، قریش کو معلوم ہوا تو انہوں نے روک ٹوک شروع کی، لیکن چوری چھپے لوگوں نے ہجرت شروع کر دی۔ رفتہ رفتہ اکثر صحابہ چلے گئے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکرؓ و علیؓ رہ گئے، جو لوگ مفلسی سے مجبور تھے وہ مدت تک نہ جا سکے۔

قریش نے دیکھا کہ اب مسلمان مدینہ میں جا کر طاقت پکڑتے جا رہے ہیں تو دارالندوہ میں اجلاس طلب کیا، جس میں ہر قبیلہ کے رؤسا شریک ہوئے اور اپنے اپنے مشورے دئے۔ ابوجہل نے کہا ہر قبیلہ سے ایک شخص انتخاب کیا جائے اور پورا مجمع ایک ساتھ ملکر تلواروں سے ان کا خاتمہ کر دیں، اس صورت میں ان کا خون تمام قبائل میں بٹ جائے گا اور آلِ ہاشم اکیلے تمام قبائل کا مقابلہ نہ کر سکیں گے، اس رائے پر سب کا اتفاق ہو گیا اور سرِ شام آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانۂ نبوّت کا محاصرہ کر لیا۔

کفار نے جب آپ کے گھر کا محاصرہ کیا اور رات زیادہ گذر گئی تو قدرت نے ان کو بے خبر کر دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سوتا چھوڑ کر باہر آئے کعبہ دیکھا اور فرمایا ”مکہ“! تو مجھ کو تمام دنیا سے زیادہ عزیز ہے، لیکن تیرے فرزند مجھے رہنے نہیں دیتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے اور جبلِ ثور کے غار میں جا کر پوشیدہ ہو گئے، قریش نے تعاقب کیا ڈھونڈتے ڈھونڈتے غار کے دہانہ تک آ گئے، آہٹ پا کر حضرت ابوبکرؓ نے غمزدہ لہجہ میں عرض کیا یا رسول اللہ! اگر اپنے قدم پر ان کی نظر پڑ جائے تو یہ ہم کو دیکھ لیں گے۔ آپ نے فرمایا: لَاتَحْزَنْ

اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ، گھبراؤ نہیں خدا ہمارے ساتھ ہے۔

چوتھے دن آپ غار سے نکلے، عبداللہ بن اریقط کی رہنمائی میں ایک رات دن برابر چلے، دوسرے دن دوپہر کے وقت قدرے آرام کیا، خرّار، ثنیّہ، المرۃ، لقف، مدلجۃ، مرجح، حدائد، اذاخر، رابغ، ذا سلم، عثانیہ، فاختہ، عرج، حدوات، رکوبۃ، عقیق، جثجاثۃ کی منازل طے کر کے مدینہ منورہ کی بالائی آبادی قبا، میں مکثوم بن الہدم خاندان کے افسر کے یہاں پہنچے، تمام خاندان نے جوشِ مسرّت میں اَللّٰہ اکبر کا نعرہ مارا، یہ فخر ان کی قسمت میں تھا کہ میزبان دو عالم نے ان ہی کی مہمانی قبول کی۔

یہاں آپ نے چودہ دن قیام فرمایا اور مسجد کی بنیاد ڈالی، مسجد کی تعمیر میں مزدوروں کے ساتھ آپ خود بھی کام کرتے تھے، یہی وہ مسجد ہے جس کی شان میں قرآن مجید میں ہے :

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ بُنْیَانُهٗ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ط فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ○

وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے، وہ اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو، اس میں ایسے لوگ ہیں جن کو پاکی بہت پسند ہے اور خدا پاک و صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

چودہ دن بعد آپ شہرِ مدینہ میں وارد ہوئے اور حضرت ابو ایوب انصاری کو میزبانی کا شرف بخشا، سات مہینہ تک آپ نے یہیں قیام فرمایا، اس اثناء میں جب مسجدِ نبوی اور آس پاس کے حجرے تیار ہو گئے تو آپ نے منقل مکانی فرمائی، اور سب سے پہلے مہاجر و انصار میں مواخاۃ کا رشتہ قائم کیا، جو ماں جائے بھائی سے بھی زیادہ مضبوط ثابت ہوا، پھر یہودِ مدینہ سے ان شرائط پر صلح معاہدہ کیا:

(۱) خونبہا اور فدیہ کا جو طریقہ پہلے سے چلا آتا ہے، اب بھی قائم رہیگا۔

(۲) یہود کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی ، ان کے مذہبی امور سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا۔

(۳) یہود اور مسلمان باہم دوستانہ برتاؤ رکھیں گے ۔

(۴) یہود یا مسلمان کو کسی سے لڑائی پیش آئے گی تو ایک فریق دوسرے فریق کی مدد کرے گا۔

(۵) کوئی فریق قریش کو امان نہیں دے گا۔

(۶) مدینہ پر کوئی حملہ ہوگا تو دونوں فریق شریکِ یکدگر ہوں گے ۔

(۷) کسی دشمن سے اگر ایک فریق صلح کرے گا تو دوسرا بھی شریکِ صلح ہوگا۔ لیکن مذہبی لڑائی اس سے مستثنیٰ ہوگی۔

مدینہ میں مسلمانوں کو اسلام کے احکامات پر عمل کرنے کا پورا پورا موقع ملا ، مگر مکہ میں صرف ایک ہی دشمن کفار تھے ، مدینہ میں دو مزید دشمن پیدا ہوگئے ایک یہود و نصاریٰ دوسرے منافقین ، مکہ کی مصیبت گو سخت تھی ، لیکن تنہا اور منفرد تھی ، مدینہ آکر وہ گوناگوں بن گئیں ۔

مکہ میں تیرہ سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی ذات وصفات پر یقین کے پختہ و مضبوط کرنے کی محنت و مشقت کرائی ، جور و ظلم پر فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا » " جانے دو درگذر کرو " کا درس دیا۔ مدینہ میں عبادات اور اس کے طریقے ، معاملات اور اس کے احکامات کی عملی مشق کرائی اور خدا کے وعدوں کا مشاہدہ کرایا۔ جس سے اخلاق سنورے اور ایسا معاشرہ وجود میں آیا جس کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں پیش کی جاسکتی ۔

مدینہ میں اشاعتِ اسلام کے لئے طاقت و قوت کے استعمال کا بھی حکم دیدیا گیا۔ ارشادِ خداوندی ہے :

أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ	جن سے لڑائی کی جاتی ہے (مسلمان) ان کو بھی اب لڑنے کی اجازت دی جاتی ہے

عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ ٥ ( )	کیونکہ ان پر ظلم کیا جا رہا ہے اور خدا ان کی مدد پر قادر ہے
وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ۔	خدا کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں۔

چنانچہ غزوات کا سلسلہ شروع ہوا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۸ھ تک مسلسل ساٹھ کے قریب سرایا بھیجے اور ستائیس یا انتیس یا پچیس یا کم و بیش غزوات میں حضورؐ شریک ہوئے، سات غزوات بہت مشہور ہیں: بدر۱، اُحد۲، خندق۳، قریظہ۴، بنی المصطلق۵، فتح مکہ۶، حنین۷

ان سب کا مقصد مظلوموں کو ظلم سے نجات دلانا، دنیا سے فتنہ و فساد کو مٹانا امن و امان قائم کرنا، برائی و اچھائی میں تمیز کا شعور پیدا کرنا، کائنات و مخلوقات کی بجائے خالقِ کائنات کے آگے سرنگوں ہونا، اس کی حاکمیت و مالکیت تسلیم کرنا، اسی کو حاجت روا و مشکل کشا جاننا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا، ہر ایک کے مقام و مرتبہ کو پہچاننا، ہر ایک کے حقوق ادا کرنا۔ رہن سہن، لین دین، شادی و غمی، رنج و خوشی، غرض زندگی کے ہر شعبہ کی ایسی اصلاح کرنا تھی جس کے بعد معاشرہ کسی اصلاح کا محتاج نہ رہے، اور جو مال و دولت حاصل ہو اس کو صحیح مصرف میں خرچ کرنا۔

ارشادِ باری ہے:

اذن للذين يقاتلون بانّهم ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ ٥	جن لوگوں سے لوگ لڑائی کرتے ہیں، ان کو اس بنا پر لڑنے کی اجازت دی گئی کہ ان پر ظلم کیا گیا اور خدا ان کی مدد پر قادر ہے۔
اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ۔ (حج)	وہ لوگ جو اپنے گھروں سے صرف اس بنا پر نکال دیئے گئے کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا رب اللہ ہے۔

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ (انفال)	اور ان سے لڑو تاکہ فتنہ نہ رہے
قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ	ان لوگوں سے لڑو جو نہ خدا پر اعتقاد رکھتے ہیں
وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ	نہ قیامت پر اور جن کاموں کو خدا اور رسول
مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ	نے حرام قرار دیا ہے ان کو حرام نہیں سمجھتے۔

(براءۃ)

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ	اور جان لو کہ تم کو جو کچھ مالِ غنیمت ملے تو
شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ	اس کا پانچواں حصہ خدا اور رسول کا ہے،
وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی	اور رشتہ داروں کا اور یتیموں کا اور غریبوں
وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ (انفال)	کا اور مسافروں کا۔

یوں تو ہر ایک ہادی و مصلح، رہبر و رہنما نے اپنی قوم و ملّت کی اصلاح کی کوشش کی مگر جواب سب قوموں کا ایک ہی سا رہا، جس کی پاداش میں کچھ کو تو صفحۂ ہستی ہی سے مٹا دیا گیا، اور ہر ایک کو نہ ماننے کی سزا ملی جو اس کے جرم کے موافق و مطابق تھی، قوم نوحؑ، قوم فرعون کو پانی میں غرق کیا گیا، قوم عاد کو بادِ صرصر سے، قوم ثمود کو ہولناک آواز سے، قومِ شعیبؑ کو ہولناک چیخ اور ہیبت ناک کڑک اور تیز و تند ہوا بھیجکر، قومِ لوط کی بستی کو الٹ کر اور پتھروں کی بارش برسا کر اور آندھی بھیجکر تباہ و ہلاک کیا۔

ہادیِ عالم، فخرِ دو عالم، رحمتِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی خاص قوم یا طبقہ یا ملک کے لئے مبعوث نہیں کئے گئے تھے، بلکہ قیامت تک کے آنے والے انسانوں کے لئے مصلح بنا کر بھیجے گئے تھے۔ ارشاد ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ	اور آپ کو بھیجا گیا ہے تمام عالم کے انسانوں
بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ	کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا
النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ	لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

اس لئے سارے انبیاء و مصلحین سے زیادہ ستائے گئے، تکالیف و مصائب سے آزمائے گئے، حضرت نوح کی طرح پتھروں سے مارے گئے، حضرت یونس کی طرح غارِ ثور میں رہے، حضرت یوسف کی طرح شعب ابی طالب میں محصور رہے، جو اس قید و بند سے کہیں زیادہ سخت تھی جس میں کھانا تک میسّر نہ تھا حضرت ابراھیم کی طرح ترکِ وطن کیا مگر آپ ؐ کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ اور پیشانی پر شکن تک نہ پڑی۔ ارشادِ نبوی ہے:

ما اوذی فی اللہ اَحدٌ کما اوذیتُ پیغامِ الٰہی پہنچانے میں جسقدر میں ستایا اور تکلیف دیا گیا ہوں اتنا کوئی دوسرا نہیں ستایا گیا اور نہ تکلیف پہنچائی گئی

قوموں کے ستانے پر انبیائے خدا سے قوموں کو بدلوایا مگر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو بدلا، طائف میں جب آپ پر پتھر برسائے گئے تو جبریل علیہ السلام پہاڑوں کے فرشتہ کے ساتھ بھیجے گئے۔ جبریل علیہ السلام نے بارگاہِ رسالت میں سلام پیش کرنے کے بعد عرض کیا خدا نے آپ کی وہ تمام گفتگو سُن لی جو طائف والوں نے آپ ؐ سے کی ہے، خدا نے یہ پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے، پہاڑوں کے فرشتہ نے سلام کے بعد عرض کیا اگر آپ حکم دیں تو میں دونوں پہاڑوں کو ملا دوں کہ بستی والے پس کر رہ جائیں یا جو حکم ہو، رحمۃ للعالمین ؐ نے فرمایا مجھے امید ہے اگرچہ یہ ایمان نہیں لا رہے ہیں مگر ان کی اولادیں ضرور ایمان لائیگی، جنگِ اُحد میں دندانِ مبارک شہید ہوئے، چہرۂ انور پر زخم آئے مگر سراپا رحمتِ اقدس کی زبان پر یہ الفاظ تھے اللّٰھمّ اھد قومی فانھم لا یعلمون "بارِ الٰہا! ان کو صحیح راہ دکھلادے یہ میرے مرتبہ و مقام کو پہچانتے نہیں ہیں"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس سالہ محنت سے اس خطۂ زمین کو

جو تہذیب و تمدن سے بیگانہ و ناآشنا تھا، جس کے رہنے والے کسی اصول کے پابند نہیں تھے کسی کی اطاعت کے قائل نہیں تھے، ایسا مہذب و متمدن بنا دیا جو دنیا کی ہر قوم سے زیادہ بااصول و زیادہ مطیع و فرمانبردار تھے بلکہ تمام مہذب و متمدن قوموں کے استاد بنے اور ان کو ایسے اخلاق سے آراستہ کیا جو رہتی دنیا تک نمونہ رہیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیم و تربیت، عمل و کردار، سیرت و اخلاق سے شعبہ ہائے زندگی کے ہر شعبہ کو ایسا مرصّع و مزیّن اور مکمل فرمایا کہ اگر اس پر عمل کیا جائے تو آج بھی ہر فردِ بشر راحت و آرام چین و سکون کی زندگی بسر کر سکتا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے: اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ حقیقتاً آپ بہت ہی بلند اخلاق ہیں۔ دنیا میں آپ کی تشریف آوری کا مقصد بھی یہی تھا، ارشاد فرماتے ہیں: بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ مجھے تو بھیجا ہی مکارمِ اخلاق کی تکمیل کے لئے ہے۔ آج دنیا اصلاحِ معاشرہ کے لئے سرگرداں ہے، خود مسلمان بھی پریشان ہے جس کی وجہ صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے روگردانی اور یقین و عمل سے بیزاری ہے۔ آپ نے معاشرہ کی اصلاح کے ایسے قوانین دیئے ہیں کہ جو قوم ان پر عمل کرے گی کامیاب ہوگی۔ ارشادِ باری ہے:

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (مائدہ آیت ۹۰)

اس میں شک نہیں کہ شراب اور جوا اور بت اور پانسے (یہ سب) ناپاک کام شیطان کے اعمال میں سے ہیں سو ان سے بچتے رہنا تاکہ نجات پاؤ۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا

اور سب مل کر خدا کی (ہدایت کی) رسّی کو

وَّلَا تَفَرَّقُوْا (آل عمران آیت ۱۰۳)	مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا
وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا۔ (الانفال۔ آیت ۴۶)	اور خدا اور اس کے رسول کے حکم پر چلو اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا کہ (ایسا کروگے تو) تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا اقبال جاتا رہے گا اور صبر سے کام لو۔
وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا (الاسراء۔ آیت ۲۶)	اور رشتہ داروں اور محتاجوں اور مسافروں کو ان کا حق ادا کرو۔ اور فضول خرچی سے مال نہ اڑاؤ۔
وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا۝ ایضاً آیت ۳۴	اور عہد کو پورا کرو کہ عہد کے بارے میں ضرور پرسش ہوگی۔
وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ۝ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا (ایضاً آیت ۳۵)	اور جب (کوئی چیز) ماپ کر دینے لگو تو پیمانہ پورا بھرا کرو اور (جب تول کر دو تو) ترازو سیدھی رکھ کر تولا کرو یہ بہت اچھی بات اور انجام کے لحاظ سے بھی بہت بہتر ہے
وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰىٓ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا۔ (ایضاً آیت ۳۲)	اور زنا کے پاس بھی نہ جانا کہ وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔
فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاۗءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا (الاعراف آیت ۸۵)	تو تم ماپ اور تول پوری کیا کرو اور لوگوں کی چیزیں کم نہ دیا کرو اور زمین میں اصلاح کے بعد خرابی نہ کرو۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔ (آل عمران آیت ۱۱۰)	(مؤمنو) جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہو اور خدا پر ایمان رکھتے ہو۔

ارشادِ نبوی ہے :

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ	تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر نگہبان سے اس کی رعایا کے بارے میں بازپُرس ہوگی
لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ	تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے
اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَعْرَاضُكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا۔	بلا شبہ تمہارے مال اور عزتیں ایک دوسرے کی تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس شہر اور اس مہینہ کی حرمت ہے۔
لَا فَخْرَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ وَلَا لِاَسْوَدَ وَلَا لِاَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰى ۔	نہ کسی عربی کو عجمی پر نہ کسی عجمی کو عربی پر نہ کالے کو نہ سرخ کو کوئی فضیلت بجز تقویٰ کے حاصل نہیں۔
كُلُّكُمْ اَبْنَآءُ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ ۔	تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے تھے۔
اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يَخْذُلُهٗ وَلَا يَحْقِرُهٗ	ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، اس پر کوئی ظلم و زیادتی نہ کرے جب

وہ مدد کا محتاج ہو تو اس کی مدد کرے، بے مدد کئے نہ چھوڑے اور اس کو حقیر نہ جانے نہ اس کے ساتھ حقارت کا برتاؤ کرے ۔

کل المسلم علی المسلم حرام دمہ و مالہ وعرضہ ۔	مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان کے لئے قابلِ احترام ہے ۔ اس لئے اس کا خون

بہانا، اس کا مال چھیننا، اس کی آبرو ریزی کرنا سب حرام ہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختصر سی جدّوجہد سے وہ نفوسِ قدسیہ تیار کئے جو ہر طرح کامل و مکمل تھے، جن سے خدا راضی و خوش ہوا اور ان پر اپنی نعمتیں تمام کیں اور ان کے لئے امن و سلامتی والا طریقہ و مذہب پسند کیا ۔ ارشاد ہے :

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (مائدہ آیت ۳)	اور آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا ۔

اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین اور ہادی و راہبر بنا کر بھیجا اور سب کے لئے آپ ہی کا اسوہ پسند کیا ۔ فرمایا :

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ	تحقیق تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے ۔

ملک و قوم جب تباہی و بربادی کی طرف گامزن ہوتی ہیں تو ان کے صاحبِ ثروت و صاحبِ اقتدار میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے ۔ وہ ملک و ملت کو اپنے مفادات پر قربان کرنے لگتے ہیں، عیش و عشرت ان کا مقصد حیات بن جاتا ہے ۔ ظلم و ستم اور جفا ان کی عادت ہو جاتی ہے جس سے باہمی فساد ہوتا ہے، فتنے بپا ہوتے ہیں، قتل و غارت گری اور خونریزی ہوتی ہے ۔ پھر خدا بھی ان کو ڈھیل

دیدیتا ہے تاکہ وہ اس حد تک پہنچ جائیں جہاں عذاب و پکڑ واجب ہوجاتی ہے پھر ان کو تہ بالا کر دیا جاتا ہے، ارشادِ خداوندی ہے:

اِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ٥

(الاسراء۔ آیت ۱۶)

اور جب ہمارا ارادہ کسی بستی کے ہلاک کرنے کا ہوا تو وہاں کے آسودہ لوگوں کو (فواحش پر) مامور کر دیا تو وہ نافرمانیاں کرتے رہے پھر اُس پر (عذاب کا) حکم ثابت ہوگیا اور ہم نے اسے ہلاک کر ڈالا

كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ وَّ زُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ٥ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ٥ كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ٥ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ٥ (الدخان ۲۵ تا ۲۹)

وہ لوگ بہت سے باغ اور چشمے چھوڑ گئے اور کھیتیاں اور نفیس مکان اور آرام کی چیزیں جن میں عیش کیا کرتے تھے۔ پھر ان پر نہ تو آسمان و زمین کو رونا آیا اور نہ ہی ان کو مہلت دی گئی۔

تم اہل زمین پر رحم کرو خدا تم پر رحم فرمائیگا۔

جب کسی قوم و ملت کی اصلاح ہوئی ہے تو کمزور و مجبور، نادار و ناتوانوں سے شروع ہوئی ہے۔ یہ ہی قانونِ قدرت رہا ہے، کیونکہ ان کو حق و صداقت کے ماننے و تسلیم کرنے میں کوئی چیز مانع نہیں ہوتی نہ کوئی حرص و طمع، خواہش و آرزو رکاوٹ بنتی ہے، جس کی وجہ سے انہیں ہر قسم کی قربانی دینا بھی سہل و آسان ہوتا ہے۔

اسلام کی کامیابی و کامرانی کا سب سے بڑا راز آخرت کا یقین ہے۔ ہر مسلمان کی آخرت پر نظر رہتی ہے، اس لئے اس کا ہر عمل خواہ عبادات ہوں خواہ معاملات وہ دنیا کے نفع و نقصان سے بے نیاز و بے پرواہ ہوتا ہے اور آخرت کے نفع کا

خواہشمند ہوتا ہے، وہ اپنے حقوق چھوڑتا ہے، دوسروں کے حقوق کی ادائگی کی فکر میں لگا رہتا ہے، اگر اس سے کوئی لغزش و جرم سرزد ہو جاتا ہے، تو وہ دنیا ہی میں اس کو برداشت کرلیتا ہے، آخرت پر نہیں چھوڑتا۔ عہدِ نبوی میں حضرت ماعز بن مالک سے زنا سرزد ہوا آپ نے بارگاہِ رسالت سے اپنے جرم کی سزا قبول کی، اور آخرت کی سزا سے اپنے آپ کو بچایا، آپ کی توبہ ایسی مقبولِ بارگاہ ہوئی جس پر رحمۃ للعالمین نے فرمایا ماعز نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ماعز کی توبہ مدینہ والوں پر تقسیم کردی جائے تو تمام اہل مدینہ کے گناہ معاف ہو جائیں۔ ایسے صحابہؓ اور تابعین کے بہت سے واقعات ہیں۔ دورِ حاضر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال سے یقین اٹھ گیا ہے، عمل جاتا رہا ہے، مشاہدات کیسے ہوں؟ یقین کمزور، اعمال بے روح نتائج کیسے برآمد ہوں؟ مخبرِ صادقؐ نے اس کی اس طرح خبر دی ہے ارشاد ہے:

رب قاری القرآن والقرآن یلعنہ	ایک وقت ایسا آئے گا۔ جب قاری قرآن پڑھے گا اور قرآن اس پر لعنت بھیجتا ہوگا۔
دب قاری القرآن والقرآن لا یجاوز عن حناجرھم۔	ایک وقت ایسا آئیگا۔ جب قاری قرآن پڑھے گا اور قرآن اس کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا، یعنی وہ اس پر عمل نہیں کرتا ہوگا

اسلام کے بارے میں فرمایا: لا یبقی الا اسمہ اسلام کی حقیقت و روح نکل جائے گی صرف رسم بن کر رہ جائے گا۔

قرآن اپنے اثرات کے اعتبار سے وہ ہی ہے جو پہلے تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال ویسے ہی جاندار و با اثر ہیں جیسے آپؐ کے وقت میں تھے، صرف ہمارے یقین و عمل کی کوتاہی ہے جس کی بنا پر ذلت و رسوائی، غلامی و پستی ہمارا مقدر ہو کر رہ گئی ہے۔

قرآن نے ببانگ دہل اعلان کیا ہے، خدا کے یہاں اسلام ہی قابلِ قبول ہے اس کے علاوہ دوسرا کوئی طریقۂ حیات مقبول نہیں ہے۔ ارشادِ باری ہے:

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ

جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی دوسری راہ اختیار کریگا وہ ناقابلِ قبول ہے۔

اسلام ہی دنیوی واخروی عزتوں کا ضامن ہے۔ اسی بناء پر قرآن نے مومنوں کے بارے میں کہا ہے:

أَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

مسلمانو! تم ہی ہر اعتبار سے بلند وبرتر ہو اگر تمہارا ایمان کامل ہے

مگر چونکہ من حیث المجموع ہمارے سامنے اسلامی نمونے نہیں ہیں جس سے اسلامی تعلیمات کے نتائج کا مشاہدہ ہو، اس لئے آج جو چاہتا ہے اسلام کے بارے میں جس طرح زبان کھول دیتا ہے، ورنہ حقیقت بالکل اس کے خلاف ہے۔ اس پر ہمارے سلف کا عمل شاہد وگواہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اپنے جان نثاروں سے صاف الفاظ میں فرمایا تھا:

تَرَكْتُ فِيْكُمْ شَيْئَيْنِ ان تمسّكتم بهما لن تضلّوا بعدى كتاب الله وَسُنَّتِيْ۔

دو چیزیں میں تم میں چھوڑے جاتا ہوں اگر تم ان پر عمل پیرا رہے تو ہرگز بے راہ نہیں ہوگے۔ ایک اللہ کی کتاب، دوسری میری سنت۔

یہ وہ حقیقت ہے جس کو آیت میں واضح کیا ہے

بقدرِ طاقت اصلاح مقصود ہے

حُسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری ⁂ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

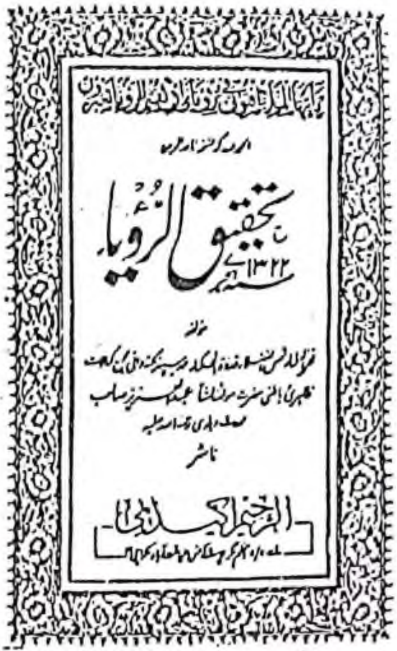

تحقیق الرؤیا

سنہ ۱۳۲۲ھ

مؤلفہ

ناشر

الرحیم اکیڈمی

تذکرہ

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

از

مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی

فاضل دارالعلوم دیوبند، پی ایچ ڈی

ناشر

ڈاکٹر محمد عبدالرحمٰن غضنفر

مؤسس و مدیر

الرحیم اکیڈمی

۱/۱۰، ناظم آباد پوسٹ آفس، لیاقت آباد

کراچی ۷۴۹۰۰

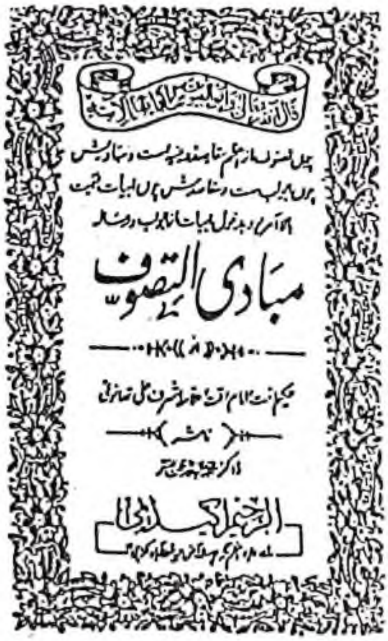

مبادی التصوف

ناشر

الرحیم اکیڈمی

امام ابو حنیفہ کی تابعیت

اور

صحابہؓ سے ان کی روایت

از

ناشر

الرحیم اکیڈمی

زاد المتقین

فی

طریق سلوک الیقین

تصنیف

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

از

مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی

فاضل دارالعلوم دیوبند، پی ایچ ڈی

ناشر

ڈاکٹر محمد عبدالرحمٰن غضنفر

مؤسس و مدیر

الرحیم اکیڈمی

۱/۱۰، ناظم آباد پوسٹ آفس، لیاقت آباد

کراچی ۷۴۹۰۰

ادلۂ کاملہ

یعنی

غیر مقلدوں کے دس سوالات

اور ان کے تحقیقی جوابات

الرحیم اکیڈمی

المقصور والممدود

الف التانیث - مقصورۃ وممدودۃ

رسالۃ فی المؤنثات السماعیۃ

رسالۃ فی الحروف العربیۃ

شرح مثلثات قطرب

الرحیم اکیڈمی

عربی نصاب جدید

تالیف مفتی خلیل الرحمٰن عثمانی

عملی نصاب کی جھلک

الرحیم اکیڈمی

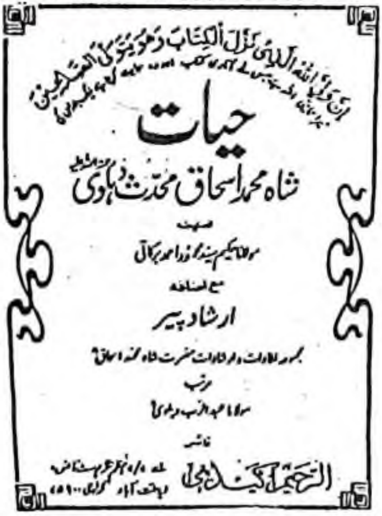

حیات شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

تصنیف

مع اضافہ

ارشاد پیر

مجموعہ ملفوظات و ارشادات حضرت شاہ محمد اسحاق

مرتب

ناشر

الرحیم اکیڈمی

داخل درس نظامی

مقامات حریری

مترجم و محشی

الرحيم اكيڈمی

التسهيل

في شرح ابن عقيل

الجزء الأول

الناشر

د. محمد عبد الرحمن غضنفر

مؤسس ومدير

الرحيم اكيڈمی

نزهة النظر

نخبة الفكر

الرحيم اكيڈمی

مرآة النحو

المعروف به

الضريري

تنوير وتسهيل وتشريح

فضيلة الشيخ مولانا محمد أنور البدخشاني

الناشر

الرحيم اكيڈمی

العالم والمتعلم

ومعه رسالة أبي حنيفة

الفقه الأكبر

الرحيم اكيڈمی

نفحة العرب

الرحيم اكيڈمی

الكافية

في النحو

لابن الحاجب المتوفى ٦٤٦هـ

تحقيق وتقديم وتعليق

الدكتور / طارق نجم عبد الله

الناشر

د. محمد عبد الرحمن غضنفر

مؤسسة

الرحيم اكيڈمی

الآجرومية

تأليف

الإمام أبو عبد الله محمد بن محمد بن داود الصنهاجي النحوي

المعروف بابن آجروم،

ولد بفاس، سنة ٦٧٢ هـ وتوفي بها سنة ٧٢٣ هـ.

حاشية الآجرومية

عبد الرحمن بن محمد بن قاسم

رحمه الله تعالى

١٣١٢ - ١٣٩٢

الناشر

الرحيم اكيڈمی

هداية النحو

للعلامة الشيخ سراج الدين عثمان الأودي الهندي

تصحيح وتعليق

حقوق الطبع محفوظة للناشر

د. محمد عبد الرحمن غضنفر

مؤسسة

الرحيم اكيڈمی

مطبوعات الرحیم اکیڈمی

(١) **کتاب الآثار** تالیف امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی
بروایت امام ربانی محمد بن حسن الشیبانی رحمہ اللہ
تقدیم وتعلیق محقق العصر مولانا محمد عبد الرشید النعمانی مدظلہ
ویلیہ - "التعلیق المختار علی کتاب الآثار" للعلامۃ الفہامۃ
مولانا عبد الباری فرنگی محلی رحمہ اللہ
ویلیہ - "الإیثار بمعرفۃ رواۃ الآثار"
حافظ الدھر ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ
ویلیہ - "الإختیار فی ترتیب الآثار"
محمد الثانی عبد الحلیم الچشتی مدظلہ

(٢) **الإنتصار والترجیح** : تالیف المحدث الکبیر ابی المظفر
جمال الدین یوسف بن قزغل بن عبد اللہ البغدادی سبط الجوزی
تعلیق العلامۃ [illegible] محمد بن حسن زاہد الکوثری

(٣) **اللآلی المص[illegible] فی الروایات المرجوحۃ**
مفتی [illegible] حسن شاہجہانپوری

(٤) **نخبۃ الفکر فی مصطلح أہل الأثر**
نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر
تالیف حافظ احمد بن علی المعروف بابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ
بتحشیہ : مفتی محمد عبد اللہ ٹونکی رحمہ اللہ
فوائد عجیبہ : مولانا محمد عبد الرشید النعمانی مدظلہ

(٥) **مقامات حریری** : تالیف : ابومحمد قاسم
بن علی حریری البصری
مترجم ومحشی - مولانا صدیق احمد انوروی، تلمیذ مولانا اعزاز علی
شیخ الادب والفقہ دار العلوم دیوبند

(٦) **المدخل فی أصول الحدیث للحاکم النیسابوری**
تبصرہ بر "المدخل" از مولانا محمد عبد الرشید نعمانی مدظلہ

(٧) **اوجز السیر لخیر البشر** : تالیف : ابوالحسین
احمد بن فارس بن زکریا القزوینی الرازی
الجواہر السنیۃ فی السیرۃ النبویۃ
تالیف : الامام تقی الدین محمد علی الحسنی الفاسی
تلخیص السیرۃ الصغرٰی
تالیف : العلامۃ الحافظ ابوعبد اللہ علاء الدین مغلطائی

(٨) **نفحۃ العرب** : از مولانا اعزاز علی رحمہ اللہ
شیخ الادب والفقہ دار العلوم دیوبند

(٩) **التبیان فی آداب حملۃ القرآن** :
تالیف : امام یحیی بن شرف الدین النووی الشافعی
(١٠) ویلیہ **فتح الکریم المنان فی آداب حملۃ القرآن** :
تالیف : علامہ علی بن محمد المعروف الضباع المصری

(١١) **الاربعین النووی** : تالیف الامام النووی مع عربی۔ انگلیزی۔ اردو

(١٢) **جامع الصلوات ومجمع السعادات فی الصلاۃ علی سید السادات صلی اللہ علیہ وسلم**
تالیف العارف الربانی فضیلۃ الشیخ یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمہ اللہ

(١٣) **الحجاب فی الإسلام** : للشیخ العلامۃ الجلیل حیدر حسن خان

○ **تذکرہ علامہ جلال الدین سیوطی** از مولانا ڈاکٹر محمد عبد الحلیم چشتی

○ **زاد المتقین فی** تالیف شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ
سلوک طریق الیقین : ترجمہ وشرح از مولانا ڈاکٹر محمد عبد الحلیم چشتی مدظلہ

○ **تحقیق الرؤیا (مترجم)** تالیف شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ

○ **شرح فقہ اکبر (فارسی)** از مولانا عبد العلی بحر العلوم فرنگی محلی لکھنوی (زیر طبع)

○ **ہدایۃ النحو** : (عربی ٹائپ) تصحیح وتعلیق : السید قاسم حسینی

○ **الکافیۃ فی النحو** : (عربی ٹائپ) لابن حاجب
تحقیق وتقدیم وتعلیق : الدکتور نجم عبد اللہ

○ - **[illegible] النحو** ([illegible]) [illegible] عربی کمپیوٹر
تالیف، للشیخ المحقق ابوالحسن حمید الدین القندزی
تقدیم وتسہیل وتزئین : فضیلۃ الشیخ مولانا
محمد انور البدخشانی۔ قیمت :— -/٢٥

○ - **الآجرومیۃ فی النحو** عربی کمپیوٹر۔ تالیف :
الامام ابوعبد اللہ محمد بن محمد بن داؤد الصنہاجی النحوی
حاشیۃ الآجرومیۃ بقلم فضیلۃ
الشیخ عبد الرحمن بن محمد بن قاسم قیمت : -/

○ - **التسہیل فی شرح ابن عقیل** جزء اول عربی کمپیوٹر
ارتب لدمابحدید قیمت : -/١٠٠

○
○ **معلم الصرف** : تالیف مولانا مفتی فضیل الرحمن عثمانی
○ **تبویب الصرف** : " "
○ **تعلیل الصرف** : " "
○ **معلم النحو** : " "

○ - **حیات شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی**
تصنیف مولانا حکیم سید محمود احمد برکاتی۔

الرحیم اکیڈمی
اے ۷/۱، اعظم نگر پوسٹ آفس لیاقت آباد، کراچی ۱۹

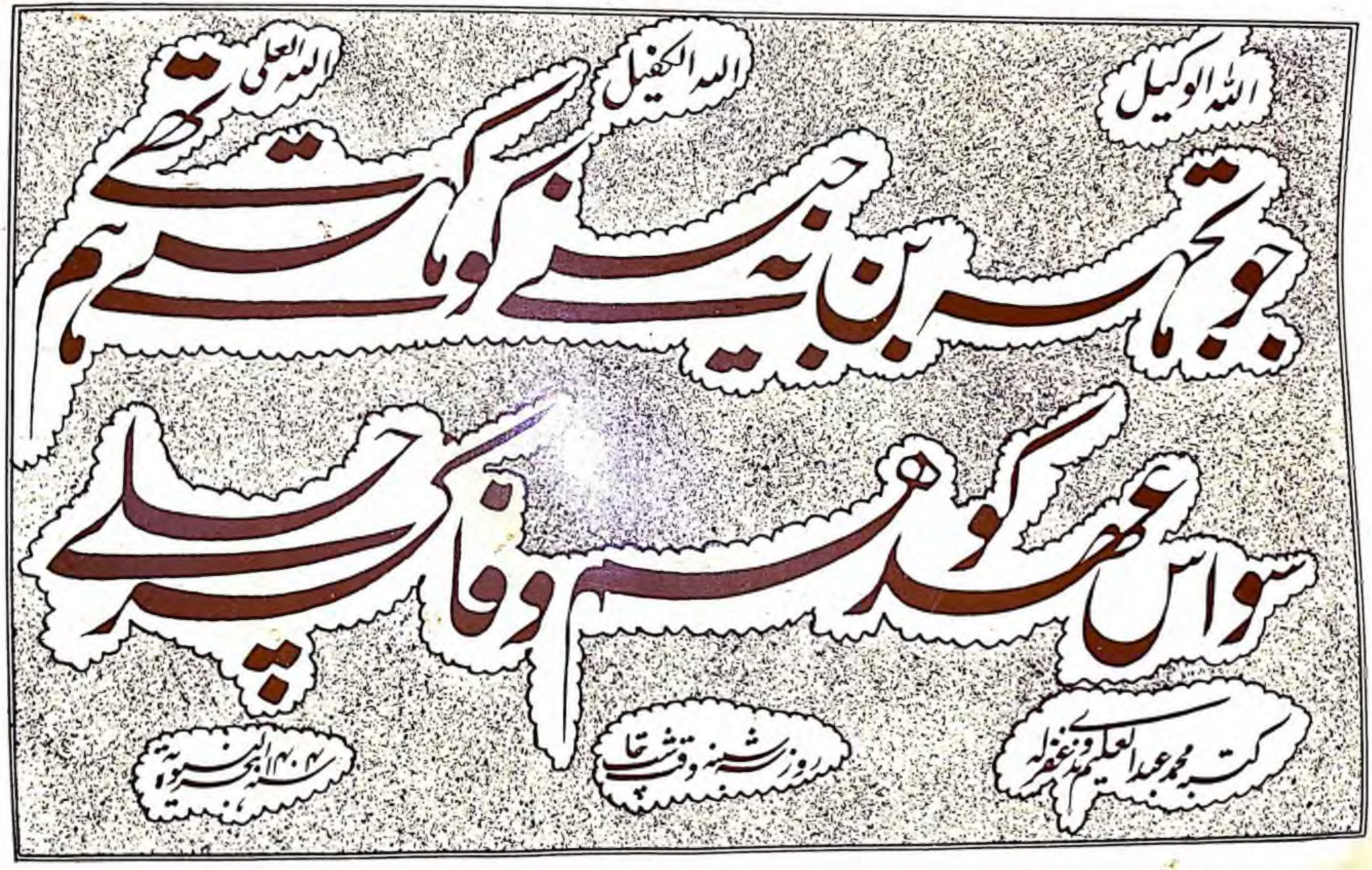
الله الوکیل
الله الکفیل
الله العلی
جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم
سو اس عہد کو ہم وفا کر چلے
کتبہ محمد عبد العلیم ندوی غفرلہ
روز شنبہ وقت چاشت
سنہ ۱۴۰۴ الہجریۃ النبویۃ

مضامین قرآن ایک ایسا وسیع ترین معلوماتی بحرِ بیکراں ہے جس تک کُلی درجہ کی رسائی کسی کی ہوسکی ہے نہ ہوسکے گی۔ صاحبِ فکر و ذوق اہل علم نے اپنے اپنے دور میں مخصوص علمی دائرے میں رہتے ہوئے جزوی طور پر اس کی ترجیحی و منتخب ترتیب قائم کرنے کی کاوش کی ہے۔ یادر ہے قدیمی اصطلاحات کی جگہ جدید علمی اصطلاحات معرض وجود میں آچکی ہیں ہمارا اسامنا افکارِ باطلہ (عقائد فاسدہ) کے ساتھ باطل نظاموں سے بھی ہے۔ ان سے آگہی اور اسلامی نظام برحق کی ہمہ جہتی برتری کا علمی شعور ہماری اہم ترین ضرورت ہے (اور رہے گی)۔ ''تلخیص البیان'' میں عصری تقاضوں کی اہم ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے منتخب مضامین قرآن کی اہم ترجیحی فہرست (450 مضامین قرآن) کی نشاندہی سمیت 112 تشریحی عنوانات قائم کئے گئے ہیں۔ جسمیں عصرِ حاضر کے افکارِ باطلہ اور ذہنی خلجانات کو دور کرنے کی اہم کاوش نیز اسلامی نظام کے اہم ترین عنوانات کو وقت کے اہم علمی تقاضے کے طور پر شامل کیا گیا ہے۔ جدید تعلیم یافتہ طبقہ سے مرعوب ہونے کی بجائے مضامین قرآن کی روشنی میں امتِ مسلمہ کی رہنمائی ہمارا دینی فریضہ ہے۔

اپنے علمی اثاثے کی حفاظت اور مطالعہ ہمارے لئے ازحد ضروری ہے۔

تلخیص البیان

تلخیصُ البیان فی فہمِ القرآن

مؤلف **مولانا محمّد زاہدِ انور** مہتمم جامعہ عثمانیہ شورکوٹ شہر
فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

- امام الاولیاء وشیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری نوراللہ مرقدہ' کا مکمل ترجمہ قرآن عزیز اس کا جزو خاص ہے۔
- وقت کے اہم تقاضوں پر چشم کشا حقائق کی نشاندہی کرتا فکر آمیز مقدمہ۔
- آیات نمبر کے مطابق خلاصہ مفہومِ آیات کا نیا اسلوب (مختصر ترین الفاظ میں مفہومِ کلامِ الٰہی کو بیان کرنے کی اہم کاوش)۔
- آخر میں چند اہم نوعیت کے علمی مضامین جن میں تحقیق محمود از افاداتِ محمودؒ، امام الحکمۃ حضرت شاہ ولی اللہؒ کا فہم دین کے حوالے سے خصوصی نقطۂ نظر اور فکر محمودؒ، بالخصوص خلاصہ مضامین قرآن جیسے اہم عنوانات شامل ہیں۔
- ہر علمی لائبریری کی ضرورت نیز مدارس کے مدرسین، علماء وطلباء (مع عالمات وطالبات)، خطباء اور مساجد میں درس قرآن دینے والے حضرات سمیت جملہ اہل علم کیلئے وقیع علمی ومعلوماتی خزانہ۔
- عصر حاضر کے اکابر وعلماء کا پسند فرمودہ۔

جدید علوم پر دسترس کے دعوے داروں کا خیال ہے کہ حاملینِ علومِ دینیہ کو عصرِ حاضر کے چیلنجز کا ادراک نہیں، ہمارا اصرار ہے کہ قرآن وسنت میں ہمہ جہتی چیلنجز (اعتقادی، معاشی، معاشرتی نیز اخلاقیاتی امراض) کا کامیاب عملی علاج تجویز کیا گیا ہے جملہ ادیانِ باطلہ (نظامِ ہائے باطلہ) کے مقابلے میں صداقتِ قرآن (حق) کے ابدی چیلنج کو ہر دور میں دوہرانے کی اشد ضرورت ہے۔ قرآن مقدس کو عالمی آئین الٰہی کے طور پر سمجھنے نیز منتخب مضامین قرآن اور مختصر خلاصہ مفہوم آیات کے مطالعہ کیلئے ''تلخیص البیان فی فہم القرآن'' بفضلہ تعالیٰ اہم دینی وعصری حقائق کے حوالے سے (جدید اسلوب میں) بہترین علمی تحفہ ہے، ایک بار ضرور مطالعہ کیجئے!

انتہائی دلکش طباعت اور عمدہ کاغذ کے ساتھ مناسب قیمت پر۔

نیا ایڈیشن نئی ترتیب وتصحیح کے ساتھ (اضافہ شدہ)
دوجلدوں میں دستیاب

دینیہ پبلشنگ ہاؤس
0334-6312463

نفیس قرآن کمپنی
5 لوئر مال جیسمنٹ مکہ سنٹر اردو بازار لاہور
0321-9464017
042-37361460

جامعہ عثمانیہ شورکوٹ سٹی
0333-6176051
0332-7236793

(مدارس کے علماء وطلباء مع عالمات وفاضلات کے لئے تاجرانہ قیمت پر رعائتی دستیابی)

منتخب 112 استنباطی مضامین قرآن (بحوالہ آیات، سورۃ)
میں سے چند اہم عنوانات کی جھلکیاں

اسلام کا نظامِ اعتقادات ☆ اسلام کا نظامِ عبادات ☆ اسلام کا نظامِ نظافت ☆ اسلام میں سنت رسول اللہ ﷺ کی تشریعی حیثیت وعظمت ☆ اسلام میں نظریہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا حقیقت آمیز تجزیہ ☆ اسلام کا نظامِ امن ☆ قرآنی حقائق کا تاریخ سے موازنہ چہ معنی دارد؟ ☆ اسلام، عقل اور سائنس ☆ اسلام میں نظریہ رؤیتِ ہلال اور سائنسی استدلالات ☆ وحی رسالت اور وحی بمعنی الہام والقاء کے متعلّق شرعی حقیقت ☆ اسلام کا نظامِ محنت ☆ اسلام کا نظامِ معیشت اور طبقاتی نظام (موازنہ) ☆ نظریاتی وتہذیبی اختلاف کے فکری نتائج ☆ اسلام میں حقوق نسواں ☆ عالمی معاشی وباء (سودی نظام) ☆ معاملات کے لین دین کا قانونی نظام ☆ بین المذاہب مکالمہ ☆ فرقہ واریت کی اُصولی بحث ☆ اسلام کا نظامِ عفت وپاکدامنی ☆ اسلام کا نظامِ میراث ☆ اسلام کا نظامِ تجارت اور اس کے رہنما اُصول ☆ احکامِ دین کا عملی وقانونی نفاذ ☆ عزیمت اور رخصت کا حکیمانہ اُسلوب ☆ وکالتِ باطلہ وصحیحہ ☆ اسلام میں نظامِ عدل وانصاف مع نظامِ شہادت ☆ حلال وحرام اور نظریہ شریعت ☆ مشروط امن معاہدے اور اسلام کی دفاعی وخارجہ پالیسی ☆ فلسفہ انقلابِ احوال ☆ جامعیت قرآن کی ہمہ جہتی حقیقت ☆ حکمت اور موعظہ حسنہ ☆ اسلام کا اخلاقی نظام ☆ اسلام کا نظامِ حکومت ☆ اختلاف رائے اور آزادی رائے ☆ نظریہ جہاد اور اس کی حکمت مع حدود وقیود ☆ عورت کی حکمرانی کے خلاف پہلی احتجاجی آواز ☆ قواعد واُصول وقتی نہیں ہوتے ☆ اسلام اور تربیت اولاد ☆ اسلام اور نظریہ تعلیم وفن ☆ ناموس رسالت، آداب، محبّت وعشق رسول ﷺ ☆ اسلام کا نظامِ طلاق ☆ اسلام اور سماجی خدمات ☆ اسلام اور حقوق العباد ☆ بیعت، تزکیہ نفس اور اصلاحی حقائق ☆ شریعت وطریقت ☆ کونسی جماعت برحق ہے؟ ☆ آدابِ معاشرہ کے اخلاقیاتی پہلو ☆ تحقیق حالات کا شرعی نظام ☆ تقلیدِ محمود کی آسان فہم حقیقت ☆ اسلام اور باقی مذاہب کا تقابلی جائزہ ☆ باطنی اعتبار سے عذابِ الٰہی کی بدترین قسم ☆ نظامِ حدود وتعزیرات ☆ نظامِ فطرت کے خدائی اُصول اور عقلیات کے بے لگام گھوڑے ☆ بحر وبر میں سبب فساد کا تجزیہ برحق ☆ فلسفہ عزت وذلت وغیرہ